بانی: مجتہد العصر قدوۃ المحدثین حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

یداللہ علی الجماعۃ ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ ۔ دارمی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول

حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ

عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 5 ذی الحجہ 1431ھ 12 تا 18 نومبر 2010ء | شمارہ 45 | فون 7656730 فیکس 7659847

تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَ مِنْکُمْ

لاہور شہر میں جماعت اہلحدیث کی نماز عید الاضحی

ریس کورس پارک بالمقابل سروسز ہسپتال گلبرک روڈ لاہور میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق کھلے میدان میں

حضرت مولانا **حافظ عبدالغفار روپڑی**

امیر جماعت اہل حدیث پاکستان پڑھائیں گے (ان شاء اللہ)

نماز ٹھیک 8:00 بجے صبح ادا کی جائے گی

عیدگاہ میں لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردے کا معقول انتظام ہوگا۔ "تنظیم اہل حدیث" کی جانب سے قارئین کرام کو پرخلوص

عید مبارک

ادارہ

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

روح قربانی

عن أبی ہریرۃ عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ تعالیٰ لاینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔[صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ حدیث: ۲۵٦٤]

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔"

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ قربانی کا مقصد یہ ہے کہ تمام قسم کی عبادات حتیٰ کہ زندگی کی نعمت اور موت سب کچھ اللہ کے نام کر دی جائے۔ صرف جانور قربان کر دینا کافی نہیں۔ بلکہ اس کا مقصد کچھ اور ہے۔ فرمان رب العالمین ہے: لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ اللہ تعالیٰ کو گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچے۔ اللہ کے دربار میں رسائی اگر ہوتی ہے تو تقویٰ کی ہوتی ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔ اللہ (قربانی) صرف متقین سے قبول فرماتا ہے اور متقین کی صفات کیا ہیں۔ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون۔ اللہ، فرشتوں، جنت، دوزخ اور دیگر وحی کے مطابق دی گئی اخبار پر بغیر دیکھے ایمان لانے والے، نماز قائم کرنے والے زکوٰۃ ادا کرنے والے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف قربانی کر لینا ہی کافی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں پہلے نماز کا حکم ہے پھر قربانی کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فصل لربک وانحر۔ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں اور ویسے بھی متقین کی یہ صفت ہے۔ قربانی کے لیے تقویٰ شرط ہے۔

مزید سنئے! وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔ "جنت جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی طرح ہے وہ صرف متقین کے لیے ہے۔ آ جاؤ آ جاؤ اس جنت اور بخشش کو حاصل کر لو۔ لیکن ذرا ٹھہریے کون کون؟ وہ جو تنگی و خوشحالی میں اپنے مال خرچ کرنے والے، غصے کو پی جانے والے، اور لوگوں کو معاف کر دینے والے متقی ہیں۔"

مزید سنئے! والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون۔ ان سے کبھی کوئی فحش کام ہو جائے یا اپنے نفسوں پر ظلم (گناہ) کر بیٹھیں تو اس پر اڑے نہیں رہتے بلکہ فوراً گناہ کو چھوڑ کر اللہ سے معافی مانگ لیتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔

بھائیو! جن کے اندر یہ صفات نہیں انہیں فکر کرنی چاہیے کہ کہیں قربانی ضائع و برباد نہ چلی جائے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان اللہ تعالیٰ لاینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔[صحیح مسلم، کتاب البر] اور یقین جان لیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لمبے تڑنگے جسم، یا قد و قامت اور حسین و جمیل صورتوں کو نہیں دیکھتا۔ اللہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ بات نکھر کر واضح ہو گئی کہ: قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی۔ جس نے تقویٰ اختیار کیا، دل کو عین پاکیزہ بنا لیا، اپنے رب کا ذکر کیا صرف زبانی نہیں بلکہ نمازی بھی بن گیا وہ کامیاب ہے۔ دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے دل کا تقویٰ، اعمال صالحہ کا اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اور یہی قربانی کے لیے شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کی روح کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ **تنظیم اہلحدیث** لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 44,45
5 ذی الحجہ ☆ 1431ھ
12 نومبر ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ / ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
عید اور قربانی	8
تفسیر سورۃ آل عمران	10
فضائل ومسائل عید قربان	11
علم الصرف کی تدریس کا جامع……	16
مولانا شمس الحق رحمہ اللہ	19

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

قربانی

آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کی وہ مثال پیش کی جو اس سے قبل چشم فلک نے اس کرہ ارضی پر نہیں دیکھی تھی۔ نارِ نمرود وغیرہ کے سامنے اپنے تن خاکی کو پیش کرکے باپ کے گھر اور اہل وطن کو چھوڑنے، گودی کے معصوم بچے کو اسکی والدہ سمیت وادی غیر ذی زرع میں چھوڑنے کے بعد اب ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی رضا کے لیے ایسی قربانیاں پیش کر رہے تھے جس پر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں فخر فرما رہا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت کا یہ منظر اتنا پیارا لگا کہ قیامت تک اس کی یاد زندہ رکھنے کا فیصلہ فرما دیا۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہے کہ قربانی کے جانور کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، قربانی کے جانور پل صراط سے گزرنے کے لیے سواریوں کا کام دیں گے، کیا اتنا بڑا اجر وثواب محض پندرہ بیس ہزار روپے کا بکرا ذبح کرنے یا چھ سات ہزار روپے کا گائے میں حصہ رکھنے سے مل جائے گا۔ اصل چیز وہ جذبہ ہے کہ جس کا قربانی کرنے والا جانور کے حلق پر چھری رکھ کر اپنے رب کے حضور ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔ "ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ "اللہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت صرف تیرے لیے ہے۔"

یہ وہ عہد ہے جو قربانی کرتے ہوئے ہر مسلمان اپنے اللہ سے کر رہا ہے، اے اللہ میری پوری زندگی کی بھاگ دوڑ، میرے نفس، میری خواہشات، میرے بیوی بچوں کی خواہشات برادری کے رسم ورواج کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے تو موت بھی آئے گی تو تیری اطاعت وفرمانبرداری میں آئے گی۔ اگر یہ جذبہ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے تو صاف فرما دیا ہے: "لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم" اللہ تمہاری نیتوں کا اخلاص، قلوب کی پاکیزگی، عبدیت واطاعت کے اس خالص اور کھرے جذبے کو شرف قبولیت بخشے گا جو اس قربانی کے پس منظر میں پنہاں ہے۔

آیئے! ہم دیکھیں کہ ہمارے معاشرے میں قربانی کا جذبہ کس قدر ہے؟ حکمران قومی خزانے کو لوٹنے میں مصروف ہیں، تاجر ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی فریب دہی، جھوٹ گھٹیا مال بیچنا، ناجائز منافع خوری میں مصروف ہیں۔ سرکاری ادارے رشوت اور کرپشن کا گڑھ بنے ہوئے ہیں۔ اکثر ڈاکٹر سرکاری ہسپتالوں میں اس لیے ملازمت کرتے ہیں کہ وہاں سے مریضوں کو اپنے پرائیوٹ کلینک کی طرف راہنمائی کر سکیں۔ پروفیسر صاحبان اکثریت گورنمنٹ کالجز کی ملازمت کو اپنی اکیڈمیوں کے چلانے کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کا رشتہ اخوت کمزور تر ہو گیا، خود غرضی، نفسا نفسی، چھینا

چھینا جھپٹی، لوٹ کھسوٹ ہمارا وطیرہ بن چکا ہے۔ نتیجہ سامنے ہے کہ چاروں طرف نفرت، تعصبات، حسد اور دشمنیاں پل رہی ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب قربانی پیش کی تھی تو شیطان اس وقت اپنے سر پر خاک ڈال کر آہ و فغاں کر رہا تھا آج ہم ایسے مال سے قربانیاں کر رہے ہیں کہ شیطان ہماری قربانیوں پر قہقہے لگا رہے ہیں، عراق افغانستان، فلسطین، کشمیر میں اسلام دشمن بموں اور گولیوں کے ذریعے ہمیں قربان کر رہے ہیں۔ اندرون ملک کراچی جنوبی وزیرستان، سوات، بلوچستان غرضیکہ وطن عزیز کے بازاروں، امام گاہوں، مزاروں، مسجدوں میں ہم اپنے بھائیوں کو قربان کر رہے ہیں یہ انوکھی قربانی ہے کہ جو اس اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک میں پیش کی جا رہی ہے۔

آیئے! ہم اپنے رب سے عہد کریں کہ اس عہد پر خود غرضی، انا پرستی، لسانی، علاقائی تعصبات، باہم حسد و نفرت، باہم توہین و تحقیر حرام خوری کے گلے پر چھری چلائیں گے اور اپنے رب سے کیے ہوئے عہد کے مطابق زندگی کی بھاگ ڈور شیطان کی بجائے رب رحمان کے ہاتھ میں دیں گے۔ روئے زمین پر کہیں بھی مسلمان پر ظلم ہو ہم محمد بن قاسم کی للکار بن کر اٹھیں گے اور اللہ کی زمین پر جب تک کفر کے فتنے کا خاتمہ اور اسلام کا غلبہ نہیں ہو جاتا ہماری جانیں اپنے رب کے حضور قربان ہوتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کو مقبول و منظور فرمائے۔ آمین

مولانا محمد امین عزیز کو صدمہ مولانا محمد امین عزیز خطیب جامع مسجد رحمان مبارک پور اہلحدیث منڈی راجووال کے والد محترم مختصر علالت کے بعد 6 اور 7 نومبر کی درمیانی شب کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی کو جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نیک سیرت، صوم و صلوٰۃ کے پابند، مہمان نواز اور صالح انسان تھے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین [دعا گو: محمد شفیع انور، مدرس جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور]

ضروری اعلان

موجودہ شمارہ دو اشاعتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد 26 نومبر 10ء کا شمارہ بوجہ تعطیلات عید الاضحیٰ شائع نہیں ہوگا۔ آئندہ شمارہ 3 دسمبر 10ء کو شائع ہوگا۔ قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ شکریہ [منیجر شہادت طور: 0300-4583187]

مبارکباد

جماعت اہلحدیث پاکستان کے زیر اہتمام "اتحاد امت کے فوائد اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان سے جو سیمنار رہوا۔ یقیناً اس وقت امت کا اتحاد بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے قائدین نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور اس نیکی میں پہل کی۔ ہم حافظ عبدالغفار روپڑی، ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان پروفیسر میاں عبدالمجید اور حافظ عبدالوہاب روپڑی کو اس سیمنار کی کامیابی پر زبردست مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

محمد ادریس خلیل، ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث K.P.K

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خاں عفیف
جامع مسجد امۃ العزیز اہلحدیث فیصل آباد

قربانی سے متعلق چند علمی سوالات کے جوابات

سوال: کیا میت کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے؟ سوال: کیا میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں یا سارے کا سارا صدقہ کر دینا چاہیے؟ سوال: کیا قربانی کا گوشت کھانا فرض ہے یا سنت ہے؟ سوال: بھینس اور بھینسے کی قربانی جائز ہے اگر جائز ہے تو کوئی ایک صحیح حدیث تحریر فرمائیں؟

السائل: ولی اللہ خاں بلوچ چک 531 گ ب فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب:۔

جواب نمبر 1: جائز ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے:

1۔عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله ﷺ امر بكبش اقرن يطأفی سواد ويبرك فی سواد وينظر فی سواد فاتی به ليضحی به قال لعائشة هلمی المدية ثم قال اشحذيها بحجر ففعلت ثم اخذها واخذ الكبش ثم ذبحه ثم قال بسم الله اللهم تقبل من محمد وآل محمد ومن امة محمد ثم ضحی به۔

[صحیح مسلم باب استحباب الضحية ج۲ص ۱۵۵،۱۵۶]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والا ایک ایسا مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے ہاتھ پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تا کہ آپ اس کی قربانی کریں پھر آپ ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ چھری لاؤ اور ساتھ ہی چھری کو پتھر پر تیز کرنے کا حکم دیا تو حضرت عائشہ نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ ﷺ نے چھری پکڑ کر مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا۔

پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر فرمایا اے اللہ محمد ﷺ، آل محمد ﷺ اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما" (یہ حدیث عون المعبود ج۳ص۵۳ میں بھی مروی ہے:

2۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول الله ﷺ اتی بكبشين اقرنين عظيمتين موجوئين فاضجع احدهما وقال بسم الله والله اكبر عن محمد وامته من شهدلك بالتوحيد وشهدلی بالبلاغ۔[مجمع الزوائد ج٤ص]

تحقیق رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو سینگوں والے چت کبرے موٹے تازے خصی مینڈھے قربانی کے لیے پیش کیے گئے آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے ایک کو پچھاڑا اور بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر فرمایا محمد ﷺ کی طرف سے اور انکی امت میں سے اس شخص کی طرف سے جس نے تیری توحید کی شہادت دی اور میرے حق میں تبلیغ شریعت کی گواہی دی۔

حافظ ابن حجر ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی اسناد حسن ہے شیخ ناصر البانی نے بھی اس کی اسناد کو حسن قرار دیا ہے اور یہ حقیقت کسی ثبوت کی محتاج نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ قربانی مدینہ میں کی اور اس سے پیشتر آپ ﷺ کی آل اور امت میں سے بہت سے لوگ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے آپ ﷺ نے ان سب کو اس قربانی میں شریک فرمایا:

3۔عن حنش قال رايت عليا يضحی بكبشين فقلت له ماهذا فقال ان رسول الله ﷺ اوصانی ان اضحی عنه فانا اضحی عنه

[عون المعبود باب الاضحية عن الميت ج۳ ص۵۰ وتحفة الاحوذی باب فی الاضحية بكبشين ج۲ص ۳۵۲]

"حضرت حنش رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے قربانی کرتے رہیں اس لیے میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں"

اس حدیث کو اگرچہ کچھ علماء حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے مگر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ثابت ہے امام حاکم نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا (المستدرك علی الصحيحين كتاب الاضاحی ۲۳۰/٤) حافظ ذہبی نے ان کی تائید کی ہے (التلخيص للذهبی ۲۳۰/٤) اور مصری محدث شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

[هامش المسند للشيخ احمد شاكر ۱۵۲/۲ مسائل قربانی ۳٦]

4۔عن ابی طلحة ان النبی ﷺ ضحی بکبشین املحین فقال عند الاول عن محمد وآل محمد و عندالثانی عمن امن بی وصدقنی من امتی (رواه ابن ابی شیبة وابو یعلی الموصلی۔

[عون المعبود ج۳ ص۵۷]

یقیناً نبی ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی پہلے مینڈھے کے ذبح کرتے وقت فرمایا یہ محمد اور آل محمد کی طرف سے اور دوسرے کو ذبح کرتے وقت فرمایا یہ میری امت کے اس شخص کی طرف سے ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری رسالت کی تصدیق کی۔

5۔عن انس قال ضحی رسول الله ﷺ بکبشین املحین اقرنین قرب احدھما فقال بسم الله اللھم منك ولك ھذا من محمد واھل بیته وقرب الاخر فقال بسم الله اللھم منك ولك ھذا عمن وحدك من امتی۔[اخرجه ابن ابی شیبة ۔عون المعبود ج۳ ص۵۷]

آپ ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے قربانی کیے دوسرا مینڈھا ذبح کرتے وقت فرمایا اے اللہ یہ تیرا عطا کردہ ہے اور تیرے ہی لیے ہے اور یہ قربانی میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے جو تیری توحید کا قائل ہے

یہ احادیث صحیحہ اور حسنہ وغیرہ اس بات کی دلیل ہیں کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا بلاشبہ جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے یہ قربانی مدینہ منورہ میں کی تھی اور اس وقت آپ کے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم وفات پا چکے تھے جو کہ آپ کے اولین ساتھی تھے اور آپ ﷺ کی امت میں یقیناً شامل تھے اور آپ ﷺ نے ان سب کو اس قربانی میں شامل اور حصہ دار فرمایا۔

6۔امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ھذا دلیل علی انه لو ضحی عمن مات جاز۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص میت کی طرف سے قربانی کرے گا تو یہ قربانی جائز ہوگی

[شرح الطیبی ج٤ ص۱۳۰٤]

7۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ارقام فرماتے ہیں:

ویجوز الاضحیة عن المیت کما یجوز الحج عنه والصدقة عنه ویضحی عنه فی البیت۔[مجموعه فتاوی ۳۰٦/۲٦]

کہ جس طرح میت کی طرف سے حج اور صدقہ کرنا جائز ہے اسی طرح اس کی طرف سے قربانی کرنا روا ہے فوت شدہ کی طرف سے قربانی گھر میں کی جائے یعنی قبر پر نہ کی جائے۔

8۔الشیخ ابوالحسن عبیداللہ مبارک پوری لکھتے ہیں:

قال فی غنیة الالمعی مامحصله ان قول من رخص فی التضحیة عن المیت مطابق للادلة ولا دلیل لمن منعها وقد ثبت انه ﷺ کان یضحی بکبشین احدھما عن نفسه واھل بیته والاخر عن امته ممن شھدله بالتوحید وشھد له بالبلاغ۔

[مرعاة المفاتیح ج۲ ص۳۵۸]

کہ میت کی طرف سے قربانی کے جواز کے قائلین کا قول دلائل کے مطابق ہے اور منع کرنے والوں کے پاس منع کی کوئی دلیل نہیں اور یقیناً یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھے قربانی کیے ایک اپنی اور اپنے اہل بیت کی طرف سے اور دوسرا مینڈھا اپنی امت کے ہر اس شخص کی طرف سے قربان کیا جو اللہ کی توحید کی شہادت دے اور آپ کے حق میں تبلیغ و رسالت کی گواہی دے۔

الشیخ موصوف مزید وضاحت فرماتے ہیں:

ومعلوم ان کثیرا من امته قد کانوا ماتوافی عهده ﷺ فدخل فی اضحیته ﷺ الاحیاء والاموات کلهم والکبش الواحد الذی یضحی به عن امته کما کان للاحیاء من امته کذالك کان للاموات من امته بلاتفرقة۔

[مرعاة المفاتیح ج۲ ص۳۵۸ کتاب الاضحیة وعون المعبود ج۳ ص۵۰]

اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ آپ کی امت کے بہت سے لوگ آپ کی حیات طیبہ میں وفات پا گئے تھے پس آپ ﷺ کی اس قربانی میں زندہ اور فوت شدہ سب کے سب شامل ہیں پس وہ مینڈھا جو آپ ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربان کیا تو قربانی میں جس طرح زندہ صحابہ شامل ہیں بالکل بغیر کسی فرق کے فوت شدہ صحابہ بھی اس میں شامل ہیں

جواب 2:

امام ابن حزم کے نزدیک فرض ہے جبکہ جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے۔ امام ابن کثیر، امام قرطبی اور امام ابن جوزی نے بھی مستحب ہی لکھا ہے۔ جیسا کہ تفسیر قرطبی، ابن کثیر اور زاد المسیر میں لکھا ہے۔

جواب 3:

میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا گوشت سارے کا سارا تقسیم کرنا شرعاً کوئی ضروری نہیں خود بھی کھائیں اور مسکینوں کو بھی کھلائیں۔ منع کی کوئی دلیل نہیں

جواب 4:

حنفیہ کے نزدیک بھینس کی قربانی جائز ہے ان کا موقف ہے کہ

بھینس گائے کی بڑی قسم ہے اور مزید یہ کہ فقہاء مسئلہ زکوۃ میں بھینس کو گائے کے نصاب میں شامل کرتے ہیں۔

جیسا کہ امام مالک، حسن بصری عمر بن عبدالعزیز، ابو یوسف اور عبدالرحمٰن بن مھدی رحمہم اللہ نے مسئلہ زکوۃ میں بھینس کو گائے کے حکم میں داخل کیا ہے اور ایک صریح حدیث بھی پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ علامہ مناوی نے کنوز الحقائق میں امام فردوس دیلمی کی مسند فردوس سے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

الجاموس فی الاضحیة عن سبعة۔ [مرعاة ج٢ ص ٣٥٣]

کہ بھینس کی قربانی میں سات حصہ داروں کی شراکت جائز ہے مگر ان کی یہ تینوں دلیلیں ہرگز قوی نہیں کیونکہ بھینس کو گائے کی بڑی قسم قرار دینا بوجوہ کثیرہ درست نہیں۔

1۔ گائے اور بھینس کے جسموں کی ساخت اور بناوٹ میں اور شکل وصورت میں نمایاں فرق ہے۔

2۔ بھینس کا دودھ بادی ہوتا ہے اور دیر سے ہضم ہوتا ہے جبکہ گائے کا دودھ بادی نہیں ہوتا اور زود ہضم ہے۔

3۔ بھینس کا گوشت سفید اور شیریں ہوتا ہے جبکہ گائے کا گوشت بالعموم سرخی مائل اور قدرے ترش ہوتا ہے۔

4۔ گائے کا مکھن پیلا اور بھینس کا مکھن سفید ہوتا ہے۔

5۔ گائے کے سینگ کبھی چوڑی دار نہیں ہوتے جبکہ بھینس کے سینگ بالعموم چوڑی دار ہوتے ہیں جو اس کی خوبصورتی کا باعث ہیں۔

6۔ گائے ایک صاف ستھرا اور شوقین چار پایہ ہے وہ کیچڑ میں کبھی نہیں بیٹھتی جبکہ بھینس اس کے برعکس چار پایہ ہے۔

7۔ سب سے بڑا فرق توالد کا فرق ہے یعنی گائے نو ماہ کے بعد بچہ جنتی ہے جبکہ بھینس گیارہویں مہینہ میں داخل ہوکر بچے کو جنم دیتی ہے لہٰذا بھینس کو گائے کی بڑی قسم قرار دینا صحیح نہیں۔

اسی طرح اگرچہ فقہاء نے زکوۃ کے مسئلہ میں بھینس کو گائے کے حکم میں داخل کیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بھینس قربانی میں بھی گائے کی مثل ہے:

کما لایخفی اور اسی طرح مناوی کی پیش کردہ حدیث سو اس کی سند معلوم نہیں ثقہ ہے یا ضعیف کچھ پتہ نہیں لہٰذا حجت نہیں تاہم اگر کوئی شخص اسکے جواز پر مطمئن ہے تو وہ قابل ملامت نہیں۔

مگر یاد رہے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے بھینس کی قربانی ہرگز ثابت نہیں لہٰذا احوط اور اسلم یہ ہے کہ بھینس کی قربانی سے گریز کیا جائے مزید اطمینان کے لئے مرعاۃ المفاتیح ج ٢ ص ٣٥٣، ٣٥٤ ملاحظہ فرمائیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

☆..........☆..........☆

اصلاح معاشرہ کانفرنس

جامع مسجد مدینہ اہلحدیث آرائیانوالہ نزد کنگن پور ضلع قصور میں 20 نومبر 2010ء کو فقید المثال اصلاح معاشرہ کانفرنس ہو رہی ہے۔ جس میں شیر پنجاب مولانا منظور احمد، مولانا نواز چیمہ مولانا حافظ عبدالغفار المدنی، مولانا شیخ یعقوب، میاں محمد جمیل، قاری صبغت اللہ احسن، مولانا سید سیف اللہ و دیگر علماء کرام خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ [الداعی الی الخیر: ابوحمزہ مقصود احمد آرائیانوالہ۔ 0300-4493097/0305-4708150]

ضرورت استاد: بفضلہ تعالیٰ دارالحدیث راجووال کے شعبہ حفظ القرآن میں اس وقت 5 اساتذہ کرام لیل ونہار کام میں مصروف ہیں۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید چھٹے استاد کی ضرورت ہے جو کہ شادی شدہ ہو۔ [پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن بن محمد یوسف بانی دارالحدیث راجووال اوکاڑہ]

سالانہ اجتماع خواتین کی رپورٹ

جامعہ تعلیم الاسلام بنات المسلمین فاروق آباد میں سالانہ اجتماع خواتین منعقد ہوا۔ جس میں مدارس وسلفیہ کی معلمات کے ساتھ ساتھ فیصل آباد، شیخوپورہ، لاہور، گوجرانوالہ سے جماعت کی معروف مبلغات کے ایمان افروز خطابات ہوئے محتاط اندازے سے 22 سو خواتین نے شرکت کی اور سب کے دلوں میں یہ حقیقتیں اجاگر ہوئیں کہ: 1۔ دینی تعلیم وتعلم میں حقیقی پائیدار دنیا و آخرت کی عزتیں ہی عزتیں ہیں۔ 2۔ دنیا گمراہیوں کا سمندر ہے جسے ایمان وصالح اعمال کی کشتی میں بیٹھ کر پار کرنا ہے۔ 3۔ بگڑے معاشرہ کی اصلاح اسی طرح ضروری ہے جس طرح نالی میں گرا ہوا سونا اٹھا کر دھو لیا جاتا ہے۔ 4۔ حقوق الزوجین، اولاد کی تعلیم وتربیت کے طریقے سیکھیں جو اس اجتماع کا خاص موضوع ہوتا ہے۔ بیگم الحاج محمد سرور نے صدارت کی اور طالبات کو دیے جانے والے انعامات میں مکتبہ دارالسلام والوں نے کتب کا خصوصی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین [حافظ محمد رفیق طاہر مہتمم جامعہ ہذا۔ 0301-4901628]

عیداور قربانی

مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی رحمہ اللہ

عید کے دو دن:

سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کو دو دن (یوم نیروز اور یوم مہرجان) خوشی مناتے دیکھا فرمایا یہ دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ دو دن زمانہ جاہلیت سے ہمارے خوشی کے چلے آتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے افضل اور بہتر دو دن خوشی کے تمہیں عنائت فرمائے ہیں ایک عیدالفطر دوم عیدالاضحیٰ۔

[مشکوۃ]

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت:

ذی الحجہ کا سارا مہینہ محترم ہے۔ [ترمذی] لیکن اس ماہ کا پہلا عشرہ خاص فضیلت والا ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ان ایام کے اعمال صالحہ اللہ کے ہاں اس قدر محبوب ہیں کہ دوسرے دنوں کا جہاد بھی ان کے برابر نہیں ہاں وہ مجاہد جو اپنی جان و مال سب کچھ فی سبیل اللہ قربان کردے اس ثواب کے مساوی ہوسکتا ہے۔ [بخاری]

تکبیرات کب سے کب تک:

ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے سے شروع ہوکر تیرھویں تاریخ تک تمام نمازوں کے آگے پیچھے، صبح وشام، چلتے پھرتے، گھر باہر عید کے دن عید کو آتے جاتے ہروقت باواز بلند تکبیرات کہنی چاہییں نو تاریخ سے تیرہ تاریخ تک کے ایام خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ [کتب حدیث]

کلمات تکبیر:

بہت صحیح اور افضل تکبیر یہ ہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً۔

یہ کلمات بھی احادیث میں آئے ہیں اور بہت مشہور ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ [فتح الباری مصری جز۲ ص۲۷۰] [نیل الاوطار مصری جلد۳ ص ۲۶۷]

عیدین کا روزہ:

نبی ﷺ نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

[مشکوۃ]

ذی الحج کی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ کو روزہ نہ رکھنا چاہیے یہ دن کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے ہیں۔

عیدین کے دن کھانا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ عیدالفطر کے دن کھائے بغیر عید کو تشریف نہ لے جاتے اور عیدالاضحیٰ کے دن نماز سے پیشتر کچھ نہ کھاتے تھے۔ [ترمذی]

عیدگاہ کو پیدل جانا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز عید کے لئے پیدل چلنا اور عید (فطر) میں کچھ کھا کر نکلنا سنت ہے۔ [ترمذی]

نماز عید کھلے میدان میں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحرا اور میدان میں نماز عید پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ [مجمع الزوائد جلد۱ ص۲۲۳]

شرعی عذر:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے نبی ﷺ نے نماز عید مسجد میں پڑھائی۔ پس بارش آندھی یا کوئی اور شرعی عذر ہو تو مسجد وغیرہ میں عید پڑھنے کا حرج نہیں ہے ورنہ عید کی نماز ہمیشہ جنگل اور کھلے میدان میں پڑھنا سنت نبوی ﷺ ہے۔

شاہ جیلانی رحمہ اللہ کا فرمان:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: والاولی ان تقام فی الصحرا وتکرہ فی الجامع الا لعذر [غنیۃ الطالبین مطبع صدیقی ص۵۴۹]

"عید جنگل میں پڑھنی چاہیے اور جامع مسجد میں بلا عذر پڑھنی مکروہ ہے"

مستورات عیدگاہ میں:

حضور اکرم ﷺ کی صحابیہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیں دربار نبوی

ﷺ سے ارشاد ہوا کہ ہم حائضہ اور پردہ نشین مستورات کو بھی عیدین میں شامل (اپنے ہمراہ) نکالیں۔ تاکہ وہ مسلمانوں کی دعا اور جماعت میں شامل ہو جائیں لیکن حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں ایک خاتون نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ بعض دفعہ ہم میں سے کسی کے پاس پردہ کیلئے چادر نہیں ہوتی فرمایا اس کی سہیلی اسے اپنی چادر میں چھپا کر لے آئے [مشکوۃ]

عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: سرور کائنات ﷺ اپنی بیٹیوں اور ازواج مطہرات کو عیدین میں لے جایا کرتے تھے۔ [ابن ماجہ]

شاہ جیلانی ؒ کا فتویٰ:

حضرت شاہ جیلانی ؒ فرماتے ہیں:

"لاباس بحضور النساء۔" [غنیہ ص ۵۴۹]

"عیدگاہ میں عورتوں کو حاضر ہونے میں کوئی ہرج نہیں" مستورات کو عیدین میں باپردہ شامل ہونا چاہیے خوشبو وغیرہ لگا کر نہ جائیں اور زینت بھی ظاہر نہ کریں۔

نماز عید کا وقت:

عیدالاضحیٰ کچھ جلدی پڑھنی چاہیے تاکہ قربانی کو تاخیر نہ ہو آنحضرت ﷺ نے عمرو بن حزم ؓ کی طرف حکم لکھا کہ عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھیں اور عید الفطر اسکی نسبت ذرا دیر سے۔ [مشکوۃ]

حضور ﷺ عیدالفطر کی نماز سورج کے دو نیزہ قدر بلند ہونے پر پڑھاتے اور عیدالاضحیٰ ایک نیزہ قدر۔ [نیل الاوطار مصری جلد ۳ صفحہ ۳۴۸]

تعداد رکعت:

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عید صرف دو رکعت پڑھی۔ اس سے پہلے پیچھے عیدگاہ میں آپ ﷺ نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ [بخاری و مسلم]

اذان یا اقامت:

عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت (تکبیر) نہیں۔

منبر:

عیدگاہ میں منبر لے جانا یا بنانا خلاف سنت نبوی ﷺ ہے۔ ☆☆☆

دعوت و تبلیغ میں تعاون کریں اور تبلیغی اشتہارات مفت حاصل کریں

ادارہ ہذا عظیم سکالر و ادیب مولانا محمد رمضان سلفی خطیب جلو موڑ لاہور و مدیر اعلیٰ "تنظیم اہلحدیث لاہور" کے تعاون سے جاری تھا ادارہ ہذا کی طرف سے ایک صد مختلف عنوانات پر سٹیکرز، اشتہارات، پمفلٹ، کتابچے وغیرہ تیار کیے گئے جو ملک بھر میں تقسیم کیے جاتے رہے مگر اب سلفی صاحب اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ان کا تعاون بند ہو چکا ہے جس کی وجہ سے کافی لٹریچر شائع ہونے والا باقی ہے۔

لہٰذا مخیر حضرات اس سلسلہ میں بھرپور تعاون فرمائیں۔ تاکہ دعوت و تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ نیز مدرسہ جامعہ ابوذر غفاری ؓ کا تعمیری کام ابھی باقی ہے۔ مدرسہ پر لینٹر ڈالنے کے لیے 2 لاکھ تخمینہ لاگت ہے۔ احباب اس سلسلہ میں بھی تعاون فرمائیں۔

شائقین 15 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر درج ذیل اشتہارات مفت حاصل کریں۔

☆......احکام باری تعالیٰ ☆......ارشادات نبوی ﷺ ☆......اقوال حضرت ابوبکر صدیق ؓ

☆......اقوال حضرت عمر فاروق ؓ......اقوال حضرت عثمان غنی ؓ......اقوال حضرت علی ؓ

☆......اقوال امام غزالی ؒ......اقوال حضرت مجدد الف ثانی ؒ

الداعی الی الخیر: عبدالشکور ساقی منتظم ادارہ تبلیغ القرآن والحدیث (رجسٹرڈ) ریل بازار کھڈیاں خاص ضلع قصور 0301-7981031

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 50) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○(۱۰۵)

"اور اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور واضح دلائل کے آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے، ایسے لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔" (۱۰۵)

مشکل الفاظ کے معانی:

تَفَرَّقُوا: متفرق ہو گئے۔

اَلْبَيِّنٰتُ: واضح دلائل۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دیتے ہوئے ان کی اچھی عادات کا تذکرہ فرمایا ہے۔اس آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کی بری خصلتوں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔کیونکہ اہل کتاب نے واضح دلائل مل جانے کے باوجود شرعی احکام میں اختلاف کیا اور حق کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔اس لیے اہل ایمان کو اختلاف اور فرقہ بندی سے بچنے کی خصوصی تلقین کی گئی۔

التوضیح:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ۔

اس آیت مبارکہ میں اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے برے طرز عمل کا ذکر کرتے ہوئے اہل ایمان کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

یہود ونصاریٰ اور ان کا طرز عمل:

یہود ونصاریٰ میں جہاں اور برے خصائل موجود تھے، ان میں ایک بری خصلت فرقہ بندی اور واضح دلائل ہونے کے باوجود باہمی اختلاف پر قائم رہنا تھا حالانکہ انکو واضح دلائل کی روشنی میں باہمی اختلافات کو ختم کرنا چاہیے تھا لیکن جس قدر ان کے پاس واضح دلائل موجود تھے۔اسی قدر ہی وہ اختلاف وانتشار میں زیادہ ہوتے چلے گئے اسی لیے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو حکم دے رہے ہیں کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا کہ جو فرقہ بندی میں بٹنے کے ساتھ ساتھ دلائل رکھنے کے باوجود بھی اختلاف پر بضد رہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی اہل ایمان کی راہنمائی کرتے ہوئے اہل کتاب کی روش کو نہ اپنانے کی تلقین کی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَلَا إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَإِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ"

"خبردار ہو جاؤ! اہل کتاب میں سے جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں 72 فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور یہ ملت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، 72 دوزخ میں (جائینگے) اور ایک جنت میں (جائیگا) اور وہ جماعت ہوگی"

[صحیح ابوداود، کتاب السنۃ باب شرح السنۃ ص ۸۳۶، رقم ۴۵۹۷ حسن]

احکام واضح کی قید:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اختلاف میں احکام واضح کی قید لگا کر خلوص نیت سے اجتہادی اختلاف کو مذموم قرار نہیں دیا۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَأَخْطَأَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ"

"جب حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرتے ہوئے درستگی کو پہنچ جاتا ہے تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے اور جب وہ فیصلہ کرتے ہوئے اجتہاد کرے اور اس سے غلطی ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے" [سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب الحاکم یجتہد فیصیب الحق ص ۳۹۶، رقم ۲۳۱۴]

شریعت نے دو قسم کے اختلاف کو مذموم قرار دیا ہے۔

1۔اصول دین میں اختلاف 2۔غلبہ نفسانیت کی بنا پر اختلاف [صفحہ 23]

فضائل ومسائل عید قربان

عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی ....ادارہ امر بالمعروف حسین خانوالہ پتوکی

1۔ عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طرح ذوالحجہ کے عشرہ اول کی فضیلت بھی احادیث میں بہت آئی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مامن ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ۔

جس قدر اللہ عزوجل کو نیک کام ان دنوں (عشرہ ذوالحجہ) میں پسند ہیں باقی دنوں میں پسند نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی (اتنا پسند) نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، البتہ وہ شخص جو اپنا مال وجان لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلا اور اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لایا (شہید ہو گیا اور اس کا مال لوٹ لیا گیا) [صحیح بخاری ج۱ص۱۳۲، ترمذی ج۱ص۹۴، ابن ماجہ ص۱۲۴، مشکوٰۃ ج۱ص۱۲۸]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مامن ایام افضل عند اللہ من ایام عشرۃ ذی الحجۃ۔

[مسند ابو یعلی بسند صحیح، فتح الباری]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے کوئی دن افضل نہیں اور ترغیب میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ امام کائنات ﷺ نے فرمایا: اس عشرہ میں اعمال صالحہ سب دنوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اگرچہ جہاد فی سبیل اللہ ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل عشرہ ذی الحجہ میں کیے جانے والے عمل سے زیادہ پسندیدہ نہیں ان دنوں میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں برابر اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام برابر ہے۔

[ترمذی بسند ضعیف ج۱ص۹۴، ابن ماجہ ج۱ ص۱۲٤، مشکوٰۃ ج۱ ص۱۲۸]

لہٰذا ان دنوں میں ذکر اللہ بکثرت کرنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مامن ایام اعظم عنداللہ ولا احب الی اللہ العمل فیھن من ایام العشر فاکثروا فیھن من التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر۔ [رواہ الطبرانی بسند جید والبیھقی بسند لاباس بہ]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ میں کیے جانے والے عمل سے بڑھ کر نہ کوئی عمل افضل ہے اور نہ ہی پسندیدہ، لہٰذا ان دنوں میں بکثرت سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا کرو۔

2۔ تکبیرات:

تکبیرات کا آغاز بھی ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی کر دینا چاہیے۔ خصوصاً نو ذوالحجہ سے زیادہ ہی تکبیرات پڑھی جائیں جو تیرہ تاریخ عصر تک جاری رکھیں پنجگانہ نماز اور نوافل کے علاوہ بھی اس قدر باآواز بلند پڑھیں کہ ذکر الٰہی سے آسمان وزمین کی فضائیں گونج اٹھیں کیونکہ تعامل صحابہ یہی ہے۔ [فتح الباری پ۴ص۵۲۲تا۵۲۶ طبع ہندی]

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا وللہ الحمد۔ ایضاً

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

[دار قطنی]

3۔ قربانی کی فضیلت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ کوئی پسندیدہ عمل نہیں کیا۔ وانہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم یقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوابھا نفسا۔ بلاشبہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا، قربانی کا خون گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک عالی مقام پر گرتا ہے تم دل کی خوشی سے قربانی کرو۔

[ترمذی باب ماجاء فی الاضحیۃ ج۱ص۱۸۰، ابن ماجہ ثواب الاضحیۃ ص۲۲۶ مشکوٰۃ المصابیح باب الاضحیۃ ص۱۲۸ جلد اول]

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جا اور اپنی قربانی کے پاس چلی جا اس کے خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی تیرے سب گناہ معاف ہو جائیں گے (بزار) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جا اور اپنی قربانی کے پاس چلی جا اس کے گرنے والے خون کے پہلے قطرے کے ذریعے تجھے ہر گناہ سے بخشش مل جائے گی اور اس کے خون اور گوشت کو لایا جائے گا اور ستر (۷۰) گنا کر کے تیرے ترازو میں رکھ دیا جائے۔

[ترغیب اصبھانی ج۱ص ۱۴۵ مسند الاہاس ۹]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی کے بارہ میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، دوبارہ سوال کیا کہ ہمیں کیا ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی اور اون کے بارے میں فرمایا: بکل شعرة من الصوف حسنة۔ یعنی اون کو بھی بالوں میں شمار کیا۔ [رواہ احمد، ابن ماجہ ص ۲۲۶ مشکوۃ ص ۱۲۹ جلد اول]

جس شخص کو اتنی وسعت (مالی طاقت) ہی نہیں کہ وہ قربانی کر سکے اسکے لیے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے پہلے اپنی حجامت مکمل طور پر بنالے تو اللہ عزوجل کے نزدیک اس کی قربانی پوری ہو جائے گی۔ [نسائی باب من لم یجد الاضحیة ج۲ ص۲۰۱، مشکوۃ ج ۱ ص۱۲۹، ابوداود باب ایجاب الاضاحی ج۲ ص ۳۸۵]

4۔ قربانی کے جانور کی عمر:

کتب احادیث کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قربانی کے جانور کی عمر مُسِنّہ (دو دانت والا) ہے اس کے ماسوا کھیرا جانور قربانی کرنا صحیح نہیں، بعض احادیث میں مشکل کے پیش نظر کھیرا جانور قربانی کرنے کی رخصت بھی آئی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:

لاتذبحوا الامسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضأن۔ [باب الاضحیة ج ۱ص ۱۵۵]

دو دانت والے جانور کے سوا قربانی میں کوئی جانور ذبح نہ کرو اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو کھیرا چھترا ذبح کرو۔ جذعة من الضأن بھیڑ کا چھترا یا دنبہ ہے جو ایک سال کا ہو۔

چنانچہ لغت کی مشہور کتاب مجمع البحار (جو علماء حنفیہ میں مسلم ہے) میں ہے: الجذعة من الضأن ماتمت له سنة۔ [ج ۱ص ۱۸۱]

یعنی بھیڑ کا کھیرا مینڈھا وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور بذل المجہود شرح ابوداود میں ہے کہ فی اللغة ماتمت له سنة۔ [ج ٤ص ۷۱]

"جذعہ وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو" اسی طرح فتح الباری میں حافظ رحمہ اللہ نے جمہور کا مسلک بھی بتایا ہے: الجذعة من الضأن مااكمل السنة وهو قول الجمهور۔ [پارہ:۲۳]

لیکن بکری کی جنس سے کھیرا جانور قربانی کرنا بالکل ہی ناجائز ہے نبی کریم ﷺ نے صرف حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو اس لیے اجازت دی تھی کہ اس نے اپنی قربانی نماز سے پہلے ذبح کر دی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو بکری کا گوشت ہے قربانی قبول نہیں تو حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے پاس بکری کا کھیرا چھورا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا ذبح کرو۔ ولا تصلح لغیرک۔ "یہ تیرے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے" [صحیح بخاری ج۲ ص۸۳٤، صحیح مسلم ج۲ ص۱۵٤، ابن ماجہ ص۲۲۸، ابوداود ج۲ ص ۳۸۷]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں ارقام فرماتے ہیں کہ:

الجذعة من الضأن لاتجزی مطلقا سواء كان من الضأن ام من غيره۔ [فتح الباری مطبع هندی ج۱۰ص ۱۲]

یعنی کھیرا جانور مطلقاً جائز نہیں بھیڑ کی جنس سے ہو یا کسی اور جنس (اونٹ، گائے، بکری) سے تعلق رکھتا ہو۔

5۔ عیب دار جانور:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار قسم کے جانور قربانی کے قابل نہیں۔

1۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، 2۔ اندھا کانا جس کا اندھا کانا پن ظاہر ہو 3۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو، 4۔ لاغر کمزور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

[ابوداود ج۲ ص۳۸۷، ترمذی ج۱ ص۱۸۱، نسائی ص۲۰۲، مشکوۃ ص۱۲۸ جلد اول]

جس کا سینگ ٹوٹا ہو، سینگ کی ٹوپی اتر گئی ہو، کان کٹا ہو، کان چرے ہوئے ہوں یا کان میں سوراخ ہو، یہ جانور قربانی کے لائق نہیں یعنی ان جانوروں کی قربانی عند اللہ مقبول نہیں۔ [ابوداود ج۲ص ۳۸۷، ترمذی ج۱ص ۱۸۱، نسائی ج۲ص ۲۰۲، ابن ماجہ ص ۲۲۷] قربانی کا جانور خریدنے یا متعین کرنے کے بعد اگر عیب لگ جائے تو البتہ گنجائش ہے، جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے، حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے قربانی کے لیے ایک مینڈھا خریدا پھر بھیڑیا اس کے سرین یا کان کاٹ کر لے گیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارہ میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قربانی کرو۔ [ابن ماجہ ص ۲۲۷]

فروخت اور تبادلہ:

قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد اس کو فروخت کرنا یا اس کا تبادلہ کرنا ناجائز ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عمدہ جانور (بھیڑ یا بکری) مکہ مکرمہ بھیجنے کا ارادہ کیا، بعد ازاں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اس قربانی کو فروخت کر کے اونٹ خرید لوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں'' اسی کو ذبح کرو۔ [مسند احمد]

تبادلہ کے بارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: من عين اضحية فلا يستبدل بها۔

''قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد اس کا کسی سے تبادلہ نہ کرو''

اگرچہ اس روایت کی سند پر جرح ہے مگر اس مضمون کی دوسری صحیح روایت بھی موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تبادلہ سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: او عينتموها للاضحية فقال نعم فكرهه۔ [تلخیص]

کیا تم نے اس جانور کو قربانی کے لیے متعین کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے تبادلے کو برا سمجھا۔

7۔ جانور کو لٹانا:

جانور کو بائیں جانب لٹانا احسن طریقہ ہے۔ چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں کہ: واتفق العلماء وعمل المسلمين على ان الضحايا يكون على جانبها الايسر لانه سهل على الذابح فى السكين باليمين وامساك رأسها باليسار۔ [نووی]

جملہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے کہ قربانی کے جانور کو بائیں کروٹ لٹانا چاہیے کیونکہ ذبح کرنے والا آسانی سے چھری کو دائیں ہاتھ میں اور ذبیحہ کا سر بائیں ہاتھ سے پکڑ سکتا ہے۔ ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح وليحد احدكم شفرته ثم ليرح ذبيحته۔ [نسائی باب حسن الذبح ج۲ ص۲۰۶] جب تم ذبح کرو تو بطریق احسن ذبح کرو اور اپنی چھری کو تیز کر لو اور جانور کو آرام دو۔ بہتر ہے قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگدار، کالے اور سفید دو مینڈھوں کی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ [نسائی ج۲ ص۲۰۷، ابن ماجہ ص۲۲۸] اگر کسی دوسرے شخص سے قربانی ذبح کرائے تب بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ اونٹوں کو خود ذبح کیا اور کچھ اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔ [نسائی ص۲۰۷ جلد دوم]

8۔ دعا:

قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن دو دو بے سینگدار ابلق خصی کو جب ذبح کرنا چاہا تو ان کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھی:

انى وجهت وجهى للذى فطر السموت والارض على ملة ابراهيم حنيفا وما انا من المشركين ان صلوتى ونسكى ومحياى ومماتى لله رب العالمين لاشريك له وبذالك امرت وانا من المسلمين اللهم منك ولك عن...... ...... بسم الله والله اكبر۔

[ابوداود ج۲ ص۳۸۶، مشکوۃ ج۱ ص۱۲۸]

9۔ قربانی کتنے دن تک جائز ہے؟

امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قربانی کا وقت عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے کھانے پینے کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا اس نے اپنی قربانی پورے طور پر ادا کی اور مسلمانوں کے طریقے کے مطابق عمل کیا۔

[صحیح بخاری ج۱ ص۱۳۲، مشکوۃ ج۱ ص۱۲۶]

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ قربانی کا آخری وقت کیا ہے؟

جمہور کے نزدیک یوم العید وایام التشریق (چار دن) امام مالک رحمہ اللہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے ایک قول میں تین دن بمعہ یوم عید اور بعض کے نزدیک ایک دن ہے، ہر سہ اقوال سے ارجح قول یہی ہے کہ یوم عید کے علاوہ تین دن قربانی جائز ہے اور جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔

چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ارقام فرماتے ہیں کہ قربانی کا آخری وقت یوم النحر اور ایام تشریق ہیں اور یہی مذہب حضرت علی، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت عبداللہ بن عباس، (رضی اللہ عنہم) عطاء، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، فقیہ اہل شام سلیمان بن موسیٰ اسدی، مکحول داود ظاہری کا ہے۔ حافظ ابن قیم ارقام فرماتے ہیں کہ:

قال على بن ابى طالب رضي الله عنه ايام النحر يوم الاضحى وثلثة بعده وهو مذهب امام اهل البصرة الحسن وامام اهل مكة عطاء بن ابى رباح، وامام اهل الشام الاوزاعى وامام فقهاء اهل الحديث الشافعى واختار ابن المنذر۔

[زادالمعاد لابن قیم ج۱ ص۲۴۶]

خلاصہ یہ ہے کہ بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قربانی کا وقت یوم عید اور تین دن بعد ہے اہل بصرہ کے امام حسن، اہل مکہ کے امام عطاء بن

ابی رباح، اہل شام کے امام اوزاعی اور فقہاء اہلحدیث کے امام شافعی کا بھی مذہب ہے اور ابن منذر نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔

کتاب الاختیارات میں امام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:

"واخر وقت الاضحية اخر ايام التشريق وهو مذهب الشافعي"

"قربانی کا آخری وقت ایام تشریق کا آخری دن ہے"

امام شوکانی نے نیل الاوطار ج ۴ ص ۳۵۹ اور علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۳ میں اس مسلک کی تائید کی ہے اور اس کو جملہ اقوال سے ارجح بتایا ہے۔

10۔ نماز عید کا وقت:

عید الاضحیٰ کی نماز، عید الفطر کی نماز سے پہلے پڑھنی چاہیے، چنانچہ شوکانی ارقام فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر کی نماز سورج بقدر دو نیزہ بلند اور عید الاضحیٰ کی نماز سورج بقدر ایک نیزہ ہونے پر پڑھاتے تھے۔ [نیل الاوطار مصری ج ۳ ص ۳۳۸]

حضرت ابو الحویرث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ (جب وہ نجران میں تھے) کو لکھا کہ عید الفطر کی نماز تاخیر سے پڑھیں اور عید الاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھیں۔

[مشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۷]

نماز عید بغیر شرعی عذر کے مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے۔ چنانچہ امام ابن قیم نے نبی کریم ﷺ کے دائمی فعل کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

وكان فعلها في المصلى دائما ولم يصل العيد في المسجد الا مرة اصابهم المطر۔ [زاد المعاد ج ۱ ص ۱۲۱]

یعنی نبی علیہ السلام نے عید کی نماز ہمیشہ کھلے میدان میں ادا کی، ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے مسجد میں پڑھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے نماز عید مسجد میں پڑھائی۔

[ابوداود ج ۱ ص ۱۶۴، ابن ماجہ ص ۹۳، مشکوۃ ج ۱ ص ۱۳۶]

شیخ عبدالقادر جیلانی ارقام فرماتے ہیں کہ: ان تقام في الصحراء وتكره في الجامع الا لعذر۔ [غنية الطالبين مطبوعه صديقي ص ۵۴۹]

عید جنگل میں پڑھنی بہتر ہے بغیر کسی عذر کے مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے۔

11۔ مستورات عیدگاہ میں:

اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے کہ مستورات عیدگاہ میں جائیں یا نہ؟ فقہاء حنفیہ کلاً وجزءً عورتوں کو عیدگاہ میں جانے سے روکا ہے مگر محققین علماء عورتوں کو عیدگاہ میں جانے کے قائل ہیں۔

چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہمیں دربار نبوی (ﷺ) سے حکم ملا کہ سب نوجوان عورتیں حتی کہ حیض والی عورتیں بھی عیدگاہ میں جائیں تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں لیکن حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔ [صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۳، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۹۱، ابن ماجه ص ۹۲، مشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۵]

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادیوں اور اپنی بیویوں کو عیدگاہ میں لے جایا کرتے تھے۔ [ابن ماجہ ص ۹۳] ان روایات سے اظہر من الشمس ہے کہ عورتوں کو عیدگاہ میں لیجانا ضروری ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ اور مولانا انور شاہ کاشمیری نے العرف الشذی ص ۴۴۳ پر اس مسئلہ کو واضح کیا ہے کہ:

"اصل مذهبنا جواز خروج النسوان في العيدين"

"ہمارا اصل مذہب یہ ہے کہ عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانا جائز ہے"

نوٹ: لیکن یہ ضروری ہے کہ مستورات باپردہ عیدگاہ میں جائیں، ظاہری زیب وزینت سے گریز کریں اور خوشبو سے مکمل پرہیز کریں، ورنہ نیکی برباد گناہ لازم کے مترادف ہوگا۔

12۔ طریقہ نماز:

نماز عیدین میں اذان واقامت کی ضرورت نہیں اور نہ ہی پیغمبر اعظم ﷺ نے کہلوائی۔ [صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۹، ابوداود ج ۱ ص ۱۶۲]

نماز عید جمہور کے نزدیک سنت موکدہ ہے مگر آپ ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کی اس پر مداومت سے اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ صاحب سبل السلام ارقام فرماتے ہیں کہ:

ووجوبه وهو الظاهر من مداومته ﷺ والخلفاء من بعده۔

[سبل السلام مطبوعه مصر ج ۱ ص ۱۷۳]

اس نماز کی دو رکعتیں ہیں اور کچھ زائد تکبیریں بھی کہی جاتی ہیں، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قراءت سے پہلے کہی جاتی ہیں۔

چنانچہ حضرت کثیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

ان النبي ﷺ كبر في العيدين في الاولى سبعا وفي الاخرة خمسا قبل القراءة۔ [ترمذی ج ۱ ص ۷۰، ابن ماجه ص ۹۱، مشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۶، موطا امام مالك باب ماجاء في التكبير والقراءة في صلوة العيدين]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں قبل از قراءت اور دوسری

رکعت میں پانچ تکبیریں قبل از قراءت کہیں۔ [بیہقی ج ۳ ص ۲۸۶، دار قطنی ج ۲ ص ۱۸۱] ابوداود میں بھی ایک روایت ہے جسے امام احمد، امام علی بن مدینی اور امام بخاری نے صحیح کہا ہے۔ [ابوداود ج ۱ ص ۱۶۳]

اور تلخیص الحبیر ص ۱۴۴ پر یہ روایت ہے کہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں نبی اکرم ﷺ سے قولاً وفعلاً مروی ہیں اور جامع ترمذی بمعہ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۵۶ پر حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ہے جسے امام بخاری نے صحیح کہا ہے۔ (الجواہر منتقی ص ۲۸۶ جلد دوم) اور مغنی لابن قدامہ میں ہے کہ:

سبع فی الاولی وخمس فی الاخرۃ ہو اولی ما عمل بہ روی عن النبی ﷺ من طرق حسان من حدیث عبداللہ بن عمر وعائشہ وعمرو بن عوف ولم یرو عنہ من وجہ قوی ولا ضعیف خلاف ہذا۔ [مغنی لابن قدامہ ج ۲ ص ۲۳۹]

خلاصہ یہ ہے کہ بارہ تکبیروں والی روایات پر عمل بہتر ہے کیونکہ وہ متعدد وحسن سندوں سے مروی ہیں ان کے خلاف قوی یا ضعیف کسی قسم کی حدیث نہیں مل سکی۔

<u>13۔ مسنون سورتیں اور خطبہ:</u>

نماز عیدین کی پہلی رکعت میں امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ اور کبھی پہلی رکعت میں والقرآن المجید اور دوسری میں سورۃ القمر تلاوت فرماتے تھے۔

[صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۱، ترمذی ج ۱ ص ۴۰، ابوداود ج ۱ ص ۱۶۳، ابن ماجہ ص ۹۱، مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۸۰]

"خطبہ نماز عید کے بعد ہونا چاہیے۔" [صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۱، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۹، ابن ماجہ ص ۹۰]

"خطبہ کے لیے منبر کی ضرورت نہیں۔" [زاد المعاد ج ۱ ص ۱۲۲]

"خطبہ کا سننا بھی ضروری ہے۔" [موطا امام مالک]

<u>14۔ مبارک باد:</u> عید کے دن صحابہ کرام آپس میں ملاقات کرتے تو کہتے:

تقبل اللہ منا ومنک۔ [فتح الباری ج ۱ ص ۵۱۸]

☆..........☆..........☆

گائے کی قربانی

جماعت اہلحدیث پاکستان کے زیر اہتمام گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جامع مسجد القدس رحمان گلی نمبر 5 میں گائے کی قربانی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

فی حصہ 6000 یا 6500 روپے ہوگا۔ جو احباب حصہ ڈالنا چاہیں ڈال سکتے ہیں۔

[انتظامیہ جامع مسجد القدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور۔ 0345-7656730]

<u>حرمین شریفین کانفرنس</u>

مرکز ابن الخطاب الاسلامی الہ آباد ضلع قصور میں 26,25 نومبر 2010ء، جمعرات، جمعہ کو "حرمین شریفین" کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی، مولانا عبدالرحیم کلیم، پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی، رانا شفیق خاں پسروری، حافظ عبدالرشید اظہر، میاں محمود عباس، اکبر اسد، محمد نواز چیمہ، یوسف پسروری، شیر پنجاب مولانا منظور احمد، عبیداللہ احسن، ودیگر جید علماء کرام خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ تمام اہل اسلام سے شرکت کی اپیل کی جاتی ہے۔

<u>جمعۃ المبارک کا خطبہ ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ</u>

[صاحبزادہ احسان اکبر ظہیری، مرکز ابن الخطاب الاسلامی ضلع قصور]

علم الصرف کی تدریس کا جامع اور صحیح طریقہ

محمد بشیر، متخصص فی تعلیم اللغة العربیة لغیر العرب

1۔ علم صرف کے تعلیمی مقاصد:

علم صرف کی صحیح اور موثر تدریس کا پہلا قدم یہ ہے کہ ہم اس کی تدریس کے تعلیمی مقاصد اور فوائد کو متعین کریں اور انہیں سمجھ لیں۔ اور پھر تدریسی عمل کو صحیح سمت میں جاری رکھتے ہوئے اسے ایسے انداز سے مکمل کریں کہ اس کے تمام مقاصد پورے ہوں اور ان میں سے کسی اہم مقصد کو نظر انداز نہ کیا جائے اور ان میں افراط اور تفریط نہ ہو۔ اس فن کے بنیادی تعلیمی مقاصد یہ ہیں:

1۔ زیر تدریس عربی افعال کے معنی اور ماضی، مضارع، مصدر کی تعلیم۔

2۔ مقررہ افعال اور اسماء کی مکمل گردانوں کی تعلیم۔

3۔ ان فعلوں کے اہل زبان کے ہاں مشہور محاوروں اور استعمالات کا تعارف

4۔ ان افعال و اسماء کے استعمالات کو لکھنے بولنے اور پڑھنے کی زبانی اور تحریری تربیت۔

2۔ صحیح طریقہ تدریس:

اولاً: زیر تعلیم بچوں کو جو فعل پڑھایا جا رہا ہے سب سے پہلے انہیں اس کا معنی بتایا جائے، پھر اس کے مشہور محاوروں اور استعمالات کو مثالوں سے واضح کیا جائے، تاکہ وہ اس فعل کی اہمیت، حقیقت اور تعلیمی مقصد سے واقف ہو کر اسے شوق اور بصیرت سے پڑھیں۔

ثانیاً: پھر انہیں اس فعل کی گردانوں کو پڑھایا جائے۔

ثالثاً: اس کے بعد انہیں اسکے مختلف افعال اور مشتق اسماء کے روزمرہ محاوروں اور مشہور استعمالات کی زبانی اور تحریری مشقیں حل کرائی جائیں۔ معلم انہیں پہلے ان مشقوں کو زبانی حل کراتے ہوئے انکی اغلاط کی مناسب تصحیح کرائے، اس کے بعد بچے انہیں کاپیوں میں لکھ کر لائیں گے۔ یہاں میں معلمین کی راہنمائی کے لیے ان اصولوں کے مطابق باب افعال اور باب تفعیل کی تدریس کی مثالیں پیش کرتا ہوں۔

3۔ باب افعال کی تدریس کی مثال:

أَفْعَلَ يُفْعِلُ إِفْعَالاً مثل أَكْرَمَ يُكْرِمُ إِكْرَاماً عزت کرنا

یا بُنَيَّ، أَكْرِمْ مُعَلِّمَكَ۔ بیٹے، اپنے استاد کا احترام کرو۔

یا بِنْتِی، أَكْرِمِی مُعَلِّمَتَكِ۔ بیٹی، اپنی معلمہ کا احترام کرو۔

أكرِم والدیكَ وأطِعْهما۔ اپنے والدین کی عزت کرو اور انکی بات مانو۔

یا خالد، لا تُكرِمِ الأشرارَ۔ خالد! شریروں کی عزت افزائی نہ کرو۔

إكرامُ الضُّيُوفِ واجبنا۔ مہمانوں کی عزت کرنا ہمارا فرض ہے۔

الطالبُ المُجتَهِد مُكرَمٌ۔ محنتی طالبعلم کی عزت ہوتی ہے۔

زائد حروف: اس باب کے شروع میں ایک ہمزہ (أ) زائد ہوتا ہے۔

صرف صغیر فعل ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال:

أَكْرَمَ يُكْرِمُ إِكْرَاماً، فهو مُكْرِمٌ، وأُكْرِمَ يُكْرَمُ إِكْرَاماً، فذاك مُكْرَمٌ، لا يُكْرِمُ لا يُكْرَمُ۔ الخ تمام گردانوں کو مکمل یاد کرایا جائے۔

تمرین 1: ضع الفعل الماضی (أَكْرَمَ) فی الفراغات مسندا إلی ضمیر مناسب:

١- .... خالد أباه۔ ٦-الأولاد .... الضیوف۔

٢- .... خالد أمه۔ ٧- الطلاب .... المعلم۔

٣- .... خالدة أباها۔ ٨- الطالبات .... المعلمة۔

٤- .... خالد أمها۔ ٩- نحن .... معلمنا۔

٥- أنا .... معلمی۔ ١٠- نحن .... ضیوفنا۔

تمرین 2: املأ فراغات الجمل الآتیة بوضع الفعل المضارع (یُكرِمُ) مسندا إلی ضمیر مناسب:

١- خالد .... والدیه۔ ٦- أنتِ .... معلِّمِیكِ۔

٢- فاطمة .... والدیها۔ ٧- أنتِ .... أقاربَكِ۔

٣- هُما .... والدَیهما۔ ٨- أنتُما .... زُملاءكُما۔

٤- هُم .... والدَیهم۔ ٩- أنتُم .... أصدقاءكُم۔

٥- هُنَّ .... أقاربَهُنَّ۔ ١٠- أنتُنَّ .... صَدیقاتِكُنَّ۔

تمرین 3: املأ فراغات الجمل الآتیة بوضع فعل الأمر (أَكْرِمْ) مسندا إلی ضمائر مناسبة:

١- یا ولدی .... أُمَّكَ۔ ٢- یا أخی .... والدَیكَ۔

٣- یا فاطمة .... خالَتَكِ۔ ٤- یا إخوانی .... معلِّمِیكُم۔

۵- یا محمود .... زُملاءَكَ۔ ٦- یا خولة ...... زُمیلاتِكِ۔

۷- یا إخوانی .... أقاربَكُم۔ ۸- یا أخواتی ...... الأقارِبَ۔

تمرین 4: املأ الفراغ فیما یلی بوضع صیغة مناسبة من فعل النهی (لَا تُكرِمْ):

۱- یا بُنَیَّ .... الأشرارَ۔ ۲- یا أخی ...... المُشرِكینَ۔

۳- یا إخوانی .... المنافقینَ۔ ٤- یا أختی ...... الخائنینَ۔

۵- یا أخواتی ...... المُشرِكاتِ۔ ٦- یا محمود ...... المُفسِدِینَ۔

الكریم واللئیم:

قال الشاعرُ أبو الطَّیِّبِ المُتَنَبِّی:

إذا أنتَ أكرَمتَ الكریمَ مَلَكْتَهُ

وإنْ أنتَ أكرَمتَ اللَّئیمَ تَمَرَّدَا

تجزیہ:

اس طریقہ تدریس سے زیر تعلیم طلبہ وطالبات پہلے فعل أكْرَمَ یُكْرِمُ کے معنی اور اس کے مختلف استعمالات سے مکمل واقفیت حاصل کرتے ہیں، اور پھر اسکے مختلف فعلوں (أكْرَمَ یُكْرِمُ، أكْرِمْ لَا تُكْرِمْ) کو 34 ایسے عربی جملوں میں استعمال کی زبانی اور تحریری مشق کرتے ہیں جن کا ان کے اپنے ماحول (گھر، خاندان، درسگاہ اور معاشرہ) سے گہرا تعلق ہے۔ نیز عربی زبان کے ایک عمدہ اور مشہور شعر کو معنی سمیت یاد کر لیتے ہیں۔

4۔ باب تفعیل کی تدریس کی مثال:

فَعَّلَ یُفَعِّلُ تَفْعِیلًا مثل عَلَّمَ یُعَلِّمُ تَعْلِیمًا: سکھانا، تعلیم دینا

الشیخ محمود یُعَلِّمُنَا العقیدةَ الإسلامیةَ۔ مولانا محمود ہمیں اسلامی عقیدہ سکھاتے ہیں

ومَن یُعَلِّمُكُم النحوَ؟۔ اور آپ کو نحو کون پڑھاتا ہے؟

الأستاذ خالد حیات یُعَلِّمُنَا الصَّرفَ والنحوَ۔ ہمیں پروفیسر خالد حیات صرف ونحو سکھاتے ہیں۔

أبِی عَلَّمَنِی القرآنَ الكریمَ۔ مجھے قرآن کریم کی تعلیم والد نے دی۔

وأمِّی عَلَّمَتْنِی اللغةَ العربیةَ الأساسیةَ۔ اور والدہ صاحبہ نے مجھے بنیادی عربی سکھائی۔

زائد حروف: اس باب کے درمیان میں ایک ع زائد ہوتی ہے۔

صرف صغیر فعل ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفعیل:

عَلَّمَ یُعَلِّمُ تَعْلِیمًا، فهو مُعَلِّمٌ۔ وعُلِّمَ یُعَلَّمُ تَعْلِیمًا، فذاك مُعَلَّمٌ، لَا یُعَلِّمُ لَا یُعَلَّمُ الخ۔ تمام گردانوں کو مکمل یاد کرایا جائے۔

تمرین 1: املأ الفراغ فیما یلی بوضع الفعل المضارع (یُعَلِّمُنَا) مسندا إلی ضمیر مناسب:

مَدرَسَتُنَا اسمها ...... ویقُومُ بتعلیمنا وتربیتنا فیها عَشرةُ مُعَلِّمِینَ۔

۱۔ فالشیخ عبد الحمید یُعَلِّمُنَا القرآنَ الكریمَ وتفسیرَه۔

۲۔ و .... محمود حسن .... العقیدةَ الإسلامیةَ۔

۳۔ و .... حسن علی .... الحدیثَ النبویَّ۔

٤۔ و .... عبد الكریم .... الفقهَ۔

۵- و .... حسین حمزة .... اللُّغةَ العربیةَ۔

٦- و .... خالد .... الصَّرفَ والنحوَ۔

۷- و .... عبدالرحمن .... الأدبَ والبلاغةَ۔

۸- و .... المعلم عبد الرحمن .... اللُّغةَ الإنجلیزیّةَ۔

۹- و .... عبدالخالق .... الریاضیات۔

۱۰- و .... محمد أكرم .... اللُّغةَ الأُردیّةَ۔

(للطالبات):

امْلَئِی الفراغاتِ فیما یلی بوضع كلمة مناسبة:

مَدرَسَتُنَا اسمها ...... وتَقُومُ بتعلیمنا وتربیتنا فیها عَشرُ مُعَلِّمَاتٍ

۱- فالمُعَلِّمَةُ زینب تُعَلِّمُنَا تفسیرَ القرآن الكریم۔

۲- و .... صفیة .... الحدیثَ الشریفَ۔

۳- و .... خولة .... العقیدةَ الإسلامیةَ۔

٤- و .... خالدةُ .... الفقهَ۔

۵- و .... نسرین .... العقیدةَ والتاریخَ الإسلامیَّ۔

٦- و .... أَمَةُ الله .... اللُّغةَ العربیةَ۔

۷- و .... بُشری .... الإنشاءَ والبلاغةَ۔

۸- و .... نازیة .... الصَّرفَ والنحوَ۔

۹- و .... عبیدة .... اللُّغةَ الإنجلیزیّةَ۔

۱۰- و .... شاهدة .... الرِّیاضیّاتِ۔

تمرین 2۔

أجب عما یأتی مشافهةً وكتابةً:

۱- ما اسم مدرستكم؟ وأین هی؟

۲۔ كم مُدرِّسًا یقومون بالتعلیم والتربیة فیها؟

۳- من یعلمكم تجوید القرآن الكریم؟

٤- ومن یعلمكم الحدیث والفقه؟

۵- ومن یعلمكم الصرف والنحو؟

٦- ومن يعلمكم اللغة العربية؟

٧- ومن يعلمكم الأدب والبلاغة؟

٨ ومن يعلمكم الرياضيات واللغة الإنجليزية؟

٩- ومن يعلمكم اللغة الأردية؟

١٠- ومن يعلمكم الكيمياء والفيزياء؟

تمرین 3:

ضع صيغة مناسبة من اسم الفاعل (مُعَلِّم) في الفراغ:

١- هو .... ۔	٨- أنا .... القرآن الكريم۔
٢- هما .... ۔	٩- أنتَ .... اللغة العربية۔
٣- هم .... ۔	١٠- أنتما .... التاريخ۔
٤- هي .... ۔	١١- أنتم .... العلوم۔
٥- هما .... ۔	١٢- أنتِ .... اللغة الأردية۔
٦- هُنَّ .... ۔	١٣- أنتما ...... تجويد القرآن الكريم
٧- أنتُنَّ ...... الرياضيات۔	١٤- خالي ...... تجويد القرآن الكريم

نتیجہ:

جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں اس طریقہ تدریس سے زیر تعلیم طلبہ وطالبات پہلے فعل عَلَّمَ يُعَلِّمُ کے معنی اور مشہور استعمالات سے واقف ہوتے ہیں اور اس کے بعد اس کی مکمل گردانیں پڑھتے اور یاد کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے مختلف افعال کو ایسے مختلف جملوں میں استعمال کرنے کی پہلے زبانی اور پھر تحریری مشق کرتے ہیں جو بچوں کے ماحول، تعلیم اور درسگاہ سے متعلق ہیں۔ یوں انہیں علم صرف کی معلومات کو سمجھنے اور یاد کرنے کے ساتھ ساتھ عربی زبان کو سننے پڑھنے اور لکھنے بولنے کی بہت اچھی مشق ہوتی جاتی ہے۔

نوٹ:

جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے میں نے باب تفعیل کی تدریس کے لیے مشہور فعل صَرَّفَ کے بجائے عَلَّمَ کا انتخاب کیا ہے کہ یہ فعل عربی میں کثیر الاستعمال ہے اور اس کے استعمالات کا بچوں کے اپنے مشاغل، ماحول اور درسگاہ سے زیادہ گہرا تعلق ہے۔

5۔ اس جامع اور صحیح طریقہ تدریس کے فوائد:

1۔ علم صرف کی جامع اور عملی تعلیم:

اس طریقہ تدریس میں علم صرف کی ایسی صحیح اور جامع تعلیم دی جاتی ہے کہ زیر تعلیم بچے مشتق افعال اور اسماء کی مکمل گردانوں کو پڑھنے اور یاد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے الفاظ کے استعمالات کو بھی سیکھتے ہیں۔

2۔ عربی زبان کو لکھنے اور بولنے کی تربیت:

ان دو ابواب کی عربی مشقوں پر غور کریں اور دیکھیں کہ زیر تعلیم بچے کس طرح عربی الفاظ اور جملوں کا اردو ترجمہ کیے بغیر انہیں آسانی سے سمجھتے، پڑھتے اور لکھتے بولتے ہیں۔ یوں انہیں عربی زبان کی چاروں مہارتوں کی مؤثر تربیت دیتے ہوئے ان میں عربی کا صحیح اور عمدہ ذوق پیدا کیا جا رہا ہے۔

3۔ وسیع عربی ذخیرہ لغت کی تعلیم:

نیز ان دو ابواب کی مشقوں کے زبانی اور تحریری حل کے دوران جب بچے عربی زبان کے طرح طرح کے الفاظ، تراکیب اور جملوں کو لکھتے اور بولتے ہیں تو وہ اس کے وسیع ذخیرہ الفاظ سے متعارف ہوتے ہیں جن کا ان کے گھر، درسگاہ اور معاشرے سے گہرا تعلق ہے، اور ان کے استعمالات کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

4۔ علم صرف کو دلچسپ اور پرکشش بنایا گیا ہے:

ان متعدد اور اہم فوائد کی بنا پر اس طریقہ تدریس میں علم صرف نہایت مفید اور پرکشش مضمون بن گیا ہے اور اب بچے اس سے بور نہیں ہوتے بلکہ شوق اور دلچسپی سے پڑھتے ہیں اور رفتہ رفتہ عربی زبان کا عمدہ ذوق حاصل کر لیتے ہیں۔

5۔ اس مضمون کی تدریس عربی زبان میں کی جائے:

عصر حاضر میں ہماری ایک بنیادی ضرورت اور تقاضا یہ ہے کہ ہمارے معلمین اور طلبہ بنیادی عربی زبان روانی سے بول لکھ سکتے ہوں۔ انہیں ایسی مشق اور تربیت کا بہترین موقع صرف ونحو کے اسباق کی تدریس کے دوران میسر ہوتا ہے کہ اس فن کی تدریس کے دوران ہی اس کے اساسی مقصد یعنی عربی الفاظ اور جملوں کو صحت کے ساتھ پڑھنے، بولنے اور لکھنے کی خوب مشق کریں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس موقع پر آپس میں گفتگو اور سوال وجواب عربی میں کریں۔ ابتدا میں انہیں کچھ دقت ہوگی لیکن مسلسل محنت اور مشق کے بعد انہیں ایسی اچھی کامیابی حاصل ہوگی جو ان کی ترقی کا باعث بنے گی۔ من جد وجد۔ اس مشق میں ہمارا رسالہ کلمات مستعملة في بيئة مدرسية مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ معلمین اور طلباء اور معلمات وطالبات کیلئے الگ الگ ایڈیشنوں میں دستیاب ہے۔ اس مشق اور تربیت کو علم نحو اور علم صرف کے تمام اسباق کی تدریس کے دوران جاری رکھا جائے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ...... الصرف الجميل الجزء الاول و الثاني اور اساس الصرف الجزء الاول و الثاني و الثالث) ☆☆

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی ﷫ کی خدمات حدیث

عبدالرشید عراقی

شیخ الکل حضرت میاں صاحب مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م۱۳۲۰ھ) کے تلامذہ میں مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م۱۳۲۹ھ) مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری (م۱۳۵۳ھ) مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م۱۳۲۲ھ) مولانا ثناء اللہ امرتسری (۱۳۶۷ھ) مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م۱۳۶۹ھ) مولانا عبدالسلام مبارکپوری (۱۳۴۲ھ) مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م۱۳۳۶ھ) مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی (م۱۳۵۲ھ) مولانا ابراہیم سیالکوٹی (م۱۳۷۵ھ) اور مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی (م۱۳۸۱ھ) وغیرہ ھم نے حدیث نبوی ﷺ کی خدمت اور اسکی نصرت ومدافعت اور اس کی حفاظت اور اس کی نشرواشاعت میں جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ ہماری تاریخ اہلحدیث کا ایک زریں باب ہے۔ اس مقالہ میں مولانا شمس الحق ڈیانوی نے حدیث نبوی کی جس پہلو سے بھی خدمت کی ہے، مختصراً اس کو بیان کیا جائے گا۔

ذرائع: مولانا شمس الحق عظیم آبادی نے خدمت حدیث میں جو ذرائع اختیار کیے وہ درج ذیل ہیں:

1۔ درس وتدریس 2۔ تصنیف وتالیف 3۔ کتب حدیث کی اشاعت

4۔ حدیث کی حمایت 5۔ جمع کتب حدیث۔

درس وتدریس: مولانا شمس الحق ڈیانوی دوبارہ حضرت میاں صاحب دہلوی کے درس میں شریک ہوئے۔ پہلی بار (۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۸۷۸ء) میں دہلی تشریف لے گئے اور محرم (۱۲۹۶ھ بمطابق ۱۸۷۹ء) حدیث کی سند حاصل کرکے اپنے وطن واپس چلے گئے اور درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔ دوسری بار (۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۸۸۵ء) میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک سال بعد (۱۳۰۳ھ بمطابق ۱۸۸۶ء) سند لے کر اپنے وطن مراجعت فرمائی۔ دہلی کے دوسرے سفر میں علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م۱۳۲۷ھ) استاد محی السنۃ امیر الملک مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رئیس بھوپال (۱۳۰۷ھ) کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور ان سے صحاح ستہ کے اطراف پڑھ کر حدیث کی سند لے کر اجازت حاصل کی۔ وطن واپس جاکر باقاعدہ مسند درس پر رونق افروز ہوئے۔ ان کے حلقہ درس میں ملک کے گوشے گوشے سے طلباء حاضر ہوتے تھے اور ان سے مستفید ہوتے تھے۔ ان کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں:

۱۔ مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م۱۳۶۲ھ، ۱۹۴۳ء)
۲۔ مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی (م۱۳۸۱ھ، ۱۹۶۱ء)
۳۔ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م۱۳۶۹ھ، ۱۹۴۹ء)
۴۔ مولانا عبدالحمید سوہدروی والد ماجد مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م۱۳۳۰ھ، ۱۹۱۲ء)
۵۔ مولانا فضل اللہ مدارسی (م۱۳۶۱ھ، ۱۹۴۲ء)
۶۔ مولانا اشرف الحق محمد اشرف ڈیانوی (م۱۳۲۶ھ، ۱۹۰۸ء)
۷۔ مولانا ابوعبداللہ محمد زبیر ڈیانوی (م۱۳۲۹ھ، ۱۹۱۱ء)
۸۔ مولانا حافظ محمد ایوب ڈیانوی (م۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۴ء)
۹۔ مولانا عبدالجبار ڈیانوی (م۱۳۱۹ھ، ۱۹۰۱ء)
۱۰۔ مولانا حکیم محمد ادریس ڈیانوی (م۱۳۸۰ھ، ۱۹۶۰ء)
۱۱۔ علامہ شیخ عبدالحق الفاسی المراکشی (م۱۳۸۳ھ، ۱۹۶۳ء)
۱۲۔ علامہ شیخ عبدالحفیظ بن شیخ محمد طاہر الفہری الفاسی المراکشی (م۱۳۸۳ھ، ۱۹۶۳ء) [مولانا شمس الحق عظیم آبادی ص۵۹، دبستان حدیث ص۱۱۸]

تصنیف وتالیف: مولانا شمس الحق عظیم آبادی کو تصنیف وتالیف کا بڑا عمدہ ذوق تھا۔ کتب حدیث کی شرح وتحقیق وتعلیق پر انکی کتابیں سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حدیث اور متعلقات حدیث پر انکی درج ذیل کتابیں ہیں:

① غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد (عربی)
② عون المعبود علی سنن ابی داؤد (عربی، 4جلد)
③ التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی (عربی، 2جلد)
④ تعلیقات علی اسعاف المبطا برجال الموطا (عربی)
⑤ تعلیقات علی سنن نسائی (عربی)
⑥ رفع الالتباس علی بعض الناس (عربی)
⑦ غنیۃ اللمعی (عربی)
⑧ فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری (عربی)
⑨ ہدیۃ اللوذعی بنکات الترمذی (عربی)
10. النجم الوہاج شرح مقدمہ صحیح مسلم بن حجاج (عربی)

[جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات ص۵۰ تا ۵۲]

کتب حدیث کی اشاعت:

مولانا شمس الحق عظیم آبادی کا سب سے عظیم کارنامہ کتب حدیث کی اشاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر فضل وکرم تھا، خاندانی رئیس تھے۔ آپ نے ۵۶ سال کی عمر پائی اور انہوں نے اس قلیل عمر میں حدیث نبوی ﷺ کی جو خدمات کی اس کی تاریخ میں مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م۷۲۸ھ) حافظ ابن قیم (م۷۵۱ھ) علامہ شمس

الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) اور امام ذکی الدین منذری (م ۶۵۸ھ) وغیرہم کی متعدد تصانیف اپنے خرچ سے طبع کرائیں۔ امام منذری کی مختصر السنن، حافظ ابن القیم کی تہذیب السنن اور علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) کی اسعاف المبطاء وغیرہ کو تصحیح و تعلیق کے ساتھ شائع کیا۔ ان کے علاوہ سنن ابی داؤد اور سنن دار قطنی متعدد نسخوں کی مدد سے ان کے مضمون کی تصحیح و مقابلہ کر کے ان کو شائع کیا۔ [مولانا شمس الحق عظیم آبادی، ص ۶۱]

<u>حدیث نبوی ﷺ کی حمایت:</u> مولانا شمس الحق عظیم آبادی میں دینی غیرت و حمیت بہت زیادہ تھی اور حدیث کی معمولی مخالفت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں ایک ایسے گروہ نے جنم لیا۔ جس نے ایک طرف حدیث کا بالکلیہ انکار کیا اور حدیث کی تاریخ کا ایک حصہ قرار دیا اور دوسری طرف ایک اور گروہ پیدا ہوا۔ جس نے حدیث نبوی ﷺ کو نشانہ تنقید بنانا شروع کیا۔ جس کی کچھ تفصیل ذیل میں پیش خدمت ہے:

۱۔ پٹنہ کے ایک ڈاکٹر عمر کریم ہوئے ہیں، جنہوں نے حدیث، ائمہ حدیث اور امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ پر زبان طعن دراز کی اور کئی ایک کتابیں امام بخاری اور ان کی بے نظیر و بے مثل کتاب الجامع الصحیح البخاری کی مخالفت میں کئی ایک کتابیں اور اشتہار شائع کیے۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادی نے اپنے تلمیذ رشید مولانا ابو القاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) سے ان کے جوابات لکھوائے اور اس سلسلہ میں ان کی ہر قسم کی علمی و مالی اعانت کی اور بعد میں ان کتابوں کو اپنے خرچ پر شائع کیا۔ ان کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

① حل مشکلات بخاری مسمی بہ الکوثر الجاری فی جواب الجرح علی البخاری (3 جلد)

② الامر المبرم لابطال الکلام المحکم

③ ماء حمیم علمولوی عمر کریم

④ صراط مستقیم لھدایہ عمر کریم

⑤ الریح العقیم لحسم بناء عمر کریم

⑥ الخزی العظیم للمولوی عمر کریم

⑦ العرجون القدیم فی افشاء هفوات عمر کریم

(یہ ساتوں کتابیں ایک جلد میں 'دفاع صحیح بخاری' کے نام سے 'ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالہ نے شائع کردی ہیں۔)

۲۔ مولانا شبلی نعمانی (۱۹۳۱ھ) کی امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے حالات زندگی پر ان کی کتاب 'سیرۃ النعمان' شائع ہوئی۔ تو اس میں محدثین پر عموماً اور امام بخاری پر خصوصاً تنقید کی گئی تھی۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی نے اس کتاب کا جواب دینے کے لیے دو علمائے کرام مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ) اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) کو تیار کیا۔

چنانچہ مولانا عبدالسلام مبارکپوری نے امام بخاری کے حالات زندگی اور ان کی خدمات جلیلہ پر ایک جامع کتاب "سیرۃ البخاری" لکھی اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے "سیرۃ النعمان" کا جواب "حسن البیان" کے نام سے لکھ کر شائع کیا۔ آج تک کوئی مقلد عالم 'حسن البیان' کا جواب نہیں دے سکا۔ اس کے علاوہ ایک مقلد عالم نے "بعض الناس فی دفع الوسواس" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جس میں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر امام بخاری کے (۲۳) اعتراضات کا جواب دینے کی بیکار کوشش کی۔ تو مولانا شمس الحق نے اسکا خود جواب بنام "رفع الالتباس عن بعض الناس" سے دیا

<u>جمع کتب حدیث:</u> مولانا شمس الحق عظیم آبادی کو کتابیں جمع کرنے کا بہت زیادہ شوق تھا۔ چنانچہ ان کا کتب خانہ ہندوستان کے عظیم کتب خانوں میں شمار ہوتا تھا۔ ان کے جمع کتب کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ (درسگاہ مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی) کے دوسرے نامور مولانا شمس الحق صاحب مرحوم صاحب عون المعبود ہیں۔ جنہوں نے کتب حدیث کی جمع اور اشاعت کو اپنی دولت اور زندگی کا مقصد قرار دیا اور اس میں وہ کامیاب ہوئے [تراجم علمائے حدیث، ہند، ص ۳۷]

۱۳،۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء کو ندوۃ العلماء لکھنو کے زیر اہتمام بنارس کے ٹاؤن ہال میں نادر و کمیاب کتابوں کی نمائش ہوئی۔ اس میں مولانا شبلی نے درج ذیل کتابیں مولانا شمس الحق عظیم آبادی کے کتب خانہ سے منگوائی تھیں:

①. مسند عبد بن حمید الکسی مسند ابو عوانہ

②. کشف الاستار عن زوائد مسند البزار للھیثمی

③. مصنف ابن ابی شیبہ ④. معرفۃ السنن والآثار للبیہقی

⑤ معالم السنن للخطابی

⑥ شرح سنن ابی داؤد لابن القیم [مقالات شبلی ۷/۱۱۱]

ان کے علاوہ سینکڑوں اہم قلمی کتابیں مولانا عظیم آبادی کے کتب خانہ میں موجود تھیں۔

<u>ولادت و وفات:</u> مولانا شمس الحق بن شیخ امیر علی ۲۷ ذی قعدہ ۱۲۷۳ھ بمطابق ۱۹ جولائی ۱۸۵۷ء کو عظیم آباد (پٹنہ) کے محلہ رمنہ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے ننھیال ڈیانواں چلے آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ بمطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۱ء کو طاعون کی بیماری سے انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا ابو القاسم سیف بنارسی فرماتے ہیں:

جس وقت دنیا کا آفتاب طلوع ہوا تھا (صبح ۶ بجے) اس وقت دین کا آفتاب (شمس الحق) غروب ہوا۔ [الامر المبرم ص ۳۱۲] ☆☆☆

غیر مسلموں کی تقلید اور مسلمان خواتین

علامہ محمد طیب......(ایم اے اسلامیات، عربی، اردو)

اللہ رب العزت نے دین اسلام میں عورتوں کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا ہے کیونکہ ایک عورت کی وجہ سے پورا گھرانہ راہ راست پر آسکتا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں عورت کی دین اسلام سے آگاہی نہ ہونے کے برابر ہے، اس لاعلمی کی وجہ سے عورتیں، بے حیائی، بے پردگی اور فحاشی جیسے خطرناک گناہوں میں مردوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ موجودہ معاشرے میں عورتوں میں بڑی برائیاں بے پردگی اور فحاشی ہیں۔ عورتیں بغیر پردے کے بازاروں، دفتروں، ہسپتالوں اور بینکوں میں موجود ہیں۔ آج عورتیں کرکٹ کے میدانوں اور میرج ہالوں میں بھی موجود ہیں اور ہندو عورتوں کی نقالی کر رہی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "من تشبہ بقوم فھو منھم" "جو کوئی دوسری قوموں کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا"

شادی بیاہ کی رسومات، مہندی، مایوں، ابٹن، جہیز، بری، گانا بجانا، بسنت کا تہوار اور ویلنٹائن ڈے کیا یہ ہندوؤں کی رسمیں نہیں ہیں؟ اور کیا یہ ہندوؤں کی نقالی نہیں ہے؟ آج مسلمان عورتیں بے پردہ ہو کر بازاروں میں پھرتی ہیں۔ بغیر کسی مجبوری کے شوقیہ ملازمت کرتی ہیں، کرکٹ کے میدانوں میں جاتی ہیں، جہاں درمیانی نشستیں عورتوں کے لیے مخصوص کر دی جاتی ہیں۔ (تاکہ ارد گرد والے بھی نظارہ کر سکیں)

ہمارے ملک پاکستان میں یعنی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہندوؤں کی تمام رسمیں دہرائی جاتی ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر منائی جاتی ہیں۔ بسنت کا تہوار ہندوؤں سے بڑھ کر مناتے ہیں۔ مرد و زن، زرد لباس جو کہ مخصوص لباس ہیں پہنتے ہیں۔ زیادہ نمایاں خواتین ہیں، ہندوؤں کا لباس زیب تن کرنا، دعوت نامے بھیجنا، تحفے بھیجنا، کیا یہ ہندوؤں کی نقالی نہیں ہے؟ اگر کوئی منع کرے تو جواز پیش کرتی ہیں کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"تحفے بھیجو، آپس میں محبت بڑھتی ہے"

کیا یہ دین اسلام کے بارے میں لاعلمی اور کم عقلی نہیں ہے؟ کیا یہ دین اسلام سے ناآشنائی نہیں ہے؟ کہ غیر مسلموں کے مذہبی تہوار کو عقیدت اور جوش و خروش سے منایا جائے۔ بسنت والے تو یہ بھی نہیں جانتے کہ بسنت کے بعد اخبارات خبروں سے بھرے ہوئے ہیں کہ پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی تیسری منزل سے پتنگ بازی کرتے ہوئے گر کر ہلاک ہو گیا ہے۔ یا پتنگ اتارنے کے لیے لڑکے بجلی کی تاروں پر چڑھے اور کرنٹ لگنے سے مر گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اس دنیا میں اپنے کیے کی سزا دیتے ہیں لیکن ان میں اتنا بھی شعور نہیں ہوتا کہ یہ اپنے کیے کی سزا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ ہے۔ انہیں یہ یاد ہی نہیں رہتا کہ یہ غیر مسلموں کی نقالی ہے جو اسلام میں منع ہے۔ قرآن کریم ہمیں پردے کا حکم دیتا ہے۔ نامحرم کے سامنے بجنے سنورنے سے منع کرتا ہے جیسے کہ قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب میں ہے: "وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصلاۃ واتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ" "اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور پہلی جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو" ادھر قرآن حکیم یہ حکم دیتا ہے کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو لیکن آج موجودہ معاشرے میں اسلامی ملک میں اس کے برعکس کام ہو رہا ہے، ہر طرف آزادی نسواں، آزادی نسواں کے نعرے لگ رہے ہیں اور یہ شیطانی چیلے امریکہ اور انڈیا والے آزادی نسواں کا فتنہ نکالنے والے اور اس پر عمل کرنے والے سب گمراہ ہیں۔ سورۃ نور میں ارشاد ہوتا ہے:

"یاایھا الذین امنوا لا تتبعوا خطوت الشیطن ومن یتبع خطوت الشیطن فانہ یامر بالفحشاء والمنکر" "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو جو کوئی اس کی پیروی کریگا وہ گمراہ ہوگا" "اس لیے کہ شیطان تو بے حیائی اور برائی کے کام کرنے کو کہے گا"

اب موجودہ معاشرے میں عورت کی عقل ہی اس حقیقت سے پردہ اٹھائے کہ یہ آزادی نسواں ہے یا عذاب نسواں؟

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور حسیں معذور حسیں مردان خرومند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادی نسواں کہ زمرد کا گلوبند؟

اللہ نے عورت کو گھر کی ملکیت سونپی ہے، گھر کا حکمران بنایا ہے، لیکن یہ شیطان صفت امریکہ اور انڈیا اور اسرائیل والے عورت کو لاچار اور بے آسرا ظاہر کر کے گھروں سے باہر نکال رہے ہیں پھر عورت شمع خانہ بننے کی بجائے شمع محفل بن جاتی ہے۔ وہ عورت جو کل تک عزت و عصمت کا

پیکر تھی وہ آج تباہی و بربادی کا محور ہے، جو کل اسلامی تہذیب کا چلتا پھرتا نمونہ تھی وہ اسلام کی حدود کو توڑ چکی ہے، کیا یہ مغربی روش نہیں ہے۔

کل تک جنہیں نہ چھو سکتی تھی فرشتوں کی نظر
آج وہ رونق بازار نظر آتی ہے

کیا یہ شیطانی چال نہیں ہے کہ عورت حکومت کرے۔ پھر کچھ عورتیں بینکوں، دفتروں میں سیکرٹری کی نشست سنبھال کر خود کو حکمران تصور کرتی ہیں۔ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں، میرج ہالوں کی زینت بن گئی ہیں۔ دینی مدارس میں جانے کی بجائے سینما گھروں اور بیوٹی پارلروں میں جاتیں ہیں۔ جہاں پہلے تو انہیں عزت دی جاتی ہے پھر طرح طرح سے انہیں تنگ کیا جاتا ہے۔ چاہے وہ دفتروں میں ہوں یا کسی سفر میں فل میوزک، ہوٹنگ کے علاوہ فقرے کسے جاتے ہیں۔ اس میں سراسر قصور عورتوں کا ہے، اس کی دو وجہ ہیں' بے پردہ ہو کر گھروں سے نکلنا، اور میک اپ اور خوشبو میں ڈوبا ہونا'۔

قرآن پاک کی سورۃ الاحزاب میں ہے: "یاایھا النبی قل لازواجك وبناتك ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلك ادنی ان یعرض فلا یوذین وکان اللہ غفورا رحیما۰"

"اے نبی ﷺ کہہ دیجیے اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہ وہ اوڑھنیوں سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیں اس سے وہ جلد پہچان لی جایا کریں گی اور اس سے انہیں ستایا نہیں جائے گا۔"

اور دوسرے میک اپ سے اپنے چہرے اور تیز خوشبو کا استعمال...... اگر انہیں نہ بھی ستایا جائے تو بھی ان کے لیے کبیرہ گناہ ہے۔

حدیث میں ہے: "جو عورت خوشبو لگا کر محرم مردوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو پالیں...... بدکار عورت ہے۔" [الحدیث۔ صحاح ستہ]

یاد رکھنا یہ جو مغرب والے اپنی نقالی میں تمہیں دوستی، محبت، آزادی نسواں اور روشن خیالی کا سبق دے رہے ہیں یہ سب دھوکہ، جھوٹ اور مکر و فریب ہے۔ سوچ لو!

دے رہے ہیں جو لوگ تمہیں رفاقت کا فریب
ان کی تاریخ پڑھو گے تو دہل جاؤ گے

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں گمراہیوں، تقلید کے اندھے پن سے بچا کر نیک اور صالح اعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

اتحاد امت کے فوائد اور ہماری ذمہ داریاں

سیمینار منعقدہ PC ہوٹل لاہور کی نہایت شاندار کامیابی پر ہم اپنے قائدین

حضرت مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی ☆ پروفیسر میاں عبدالمجید ☆ مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی

کو

مبارکباد

پیش کرتے ہیں۔

جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ

ہم حج کر کے آئے ہیں!

پروفیسر رعیت علی

حجاج کرام حرمین شریفین کی زیارت کر کے اور فریضہ حج ادا کر کے جب وطن واپس آتے ہیں تو بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم فریضہ حج ادا کر آئیں ہیں۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ وہ حج کا فریضہ ادا کر لیتے ہیں، ان کے نام کے ساتھ حاجی کے لفظ کا اضافہ بھی ہو جاتا ہے لیکن ان کے باطن کے احوال جوں کے توں ہی رہتے ہیں۔ ان کے مزاج کی تلخی، ان کے معاملات کی کج روی، ان کی اخلاقی پستی، انسانوں کے ساتھ ان کی بدسلوکی، اللہ کے ذکر کے روحانی انوار سے ان کی محرومی، خدمت انسانیت سے ان کی دوری، اخلاقی رذائل سے ان کی وابستگی، دنیاداری سے محبت، مادہ پرستی سے ان کی رغبت، علم دین اور عمل صالح سے ان کا گریز، تصورات دین کی گہرائی سے ان کی ناآشنائی، موت سے نفرت اور دنیا سے محبت عبادت دین سے رسمی تعلق اور مسلم مثالی کی شخصیت کے اوصاف سے ان کی تہی دامنی...... یہ تمام حالتیں بدستور ان کے وجود کے اندر رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے یہ سادہ لوح بندے ساری زندگی کاروباری اور دنیوی مصروفیات میں مشغول رہتے ہیں۔ زندگی کے حقائق کے بارے میں گہر تفکر ان کے مشاغل حیات کا جزو ہی نہیں بنتا۔ یہ ساری زندگی بصیرت سے عاری، اندھے اور نابینا رہتے ہیں، دنیا کا مال کماتے ہیں۔ عالی شان عمارتیں بناتے ہیں، بہترین ملبوسات پہنتے ہیں، شادیاں کرتے ہیں۔

زندگی کی خوشیاں لوٹتے ہیں لیکن اپنے وجود کی معنویت اور اپنے باطن کی اصلیت سے آگاہ نہیں ہوتے۔ ان پر کبھی یہ حقیقت آشکار نہیں ہوتی کہ وہ کیا ہیں، ان کی روح کے اندر کون سے تلاطم اور طوفان برپا ہیں، خود فراموشی سے خدا فراموشی تک پہنچ جاتے ہیں اور ایسے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، ایسے نابیناؤں کو آخرت کی مثالی دنیا میں کیا مقام ملے گا؟ (اہل دانش اس سے بخوبی آگاہ ہیں) حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ لوگ اپنی ذات کا براہ راست علم حاصل، اپنے باطن کی سیر کرتے اور اپنی شخصیت کی حقیقت کو سمجھتے، یہ لوگ ساری زندگی عبادت بھی کرتے ہیں، دین کے فرائض بھی سرانجام دیتے ہیں لیکن عبادات کی اصلیت سے ناآشنا ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ سادہ دل بندے قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں، مکہ مکرمہ کی زیارت بھی کرتے ہیں، اللہ کا ذکر بھی کرتے ہیں لیکن ان کے اعمال دین کے حقیقت سے واقفیت حاصل نہیں کرتے۔ یہ طوطے کی طرح الفاظ کو رٹ لیتے ہیں لیکن تفکر و تدبر کر کے دین اور دینی فرائض کی اصلیت سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے، اس لیے دین ان کی شخصیت کا جزو اعظم نہیں بنتا۔ یہ لوگ مقدس مقامات کی زیارت کر کے آتے ہیں لیکن ان کے نفوس کے اندر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ یہ پہلے کی طرح ہی کج روی اور بے اعتدالی کی راہ پر گامزن رہتے ہیں لیکن وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے رب کو راضی کر لیا ہے۔ یہ دین کی رسومات کی ادائیگی تو کر لیتے ہیں لیکن دین کی حقیقت سے آگہی کے حصول کے لیے تفکر کرنا انہیں گوارا نہیں۔

جبکہ مالک ارض وسماں نے آخرت کی مثالی زندگی ان لوگوں کے لیے مختص کی ہے جو مسلم مثالی کے درجے پر فائز ہوتے ہیں یہ لوگ المفکر کے مقام پر پہنچتے ہیں، دین ان کا نظریہ حیات بنتا ہے۔ اس نظریہ حیات سے ان کی ذات کی معنوی تشکیل ہوتی ہے، تب جا کر یہ لوگ العابد اور المحسن بنتے ہیں۔ ان کی ترجیح آخرت کی دنیا ہوتی ہے، یہ مادی دنیا ان کے نصاب کا حصہ ہی نہیں ہوتی بلکہ ان کا اصول زندگی دنیا برائے تعمیر آخرت ہے اس لیے وہ تعمیر آخرت کے محاذ پر سرگرم کار رہتے ہیں۔ ☆......☆......☆

بقیہ: تفسیر سورۃ آل عمران

اختلاف کا انجام: جن لوگوں نے شرعی احکام کے واضح ہو جانے کے بعد اختلاف اور افتراق کی روش کو اپنا لیا ایسے لوگ اپنے برے اعمال کے سبب ہدایت اور صراط مستقیم سے دور ہو گئے اور انہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ کہ انہی لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے کہ جنہوں نے حق واضح ہو جانے کے باوجود اختلاف اور افتراق کی راہ کو اختیار کیا۔

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

1۔ اہل ایمان کو فرقہ بندی سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا۔ 2۔ دلائل واضح ہو جانے کے بعد پھر بھی اختلاف اور افتراق کی بری روش اختیار کرنا کفر ہے۔
3۔ فرقہ بندی اور اختلاف عذاب الٰہی کا مستحق بنانے والے ہیں۔ 4۔ کامیاب گروہ وہی ہے جو کتاب وسنت کا متبع ہو۔ ☆......☆......☆

دعائے صحت: حافظ عبدالحنان کی بھانجی کافی دنوں سے بیمار ہے۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ ان کی بھانجی کو صحت یاب کرے۔ آمین

نبی ﷺ کے پسندیدہ کھانے (مکالمہ)

قاری لیاقت علی باجوہ فیروز پوری...... کوٹلی لوہاراں مغربی سیالکوٹ

لیاقت علی: (بلند آواز سے) عمر بیٹا آؤ کھانا کھالو!

عمر لیاقت: ابوجی آیا! (عمر کمرے میں داخل ہوتا ہے)

عمر لیاقت: آج کیا پکا ہے؟

لیاقت علی: کدو

عمر لیاقت: مجھے نہیں پسند میں نہیں کھاتا۔

لیاقت علی: نہیں بیٹا ایسا نہیں کہتے، سب کھانے اچھے ہوتے ہیں اور کدو تو ہمارے پیارے نبی ﷺ کو بھی بہت پسند تھا۔

عمر لیاقت: اچھا وہ کیسے؟

لیاقت علی: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے جو درزی کا کام کرتا تھا، آپ ﷺ کی دعوت کی تو اس نے آپ ﷺ کے سامنے ثرید کا پیالہ رکھا اور خود اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس پیالے سے کدو کے قتلے ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھانے لگے، میں نے یہ دیکھا تو کدو کے قتلے چن چن کر آپ ﷺ کے آگے کرتا گیا۔ وہ دن اور آج کا دن مجھے کدو بہت پسند ہے۔

[بخاری کتاب الاطعمۃ، باب الثرید، ح ۵۴۲۰، ۲۰۹۲]

عمر لیاقت: مجھے پہلے کیوں نہ بتایا آج سے مجھے بھی کدو پسند ہے۔ جو چیز نبی ﷺ کا پسند ہو اور مجھے نہ پسند آئے یہ ہو نہیں سکتا۔

لیاقت علی: شاباش، یہ ہوئی نہ بات۔

عمر لیاقت: مجھے پیارے نبی ﷺ کے اور کھانوں کے بارے میں بتائیں؟

لیاقت علی: زہدم جرمی سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے تو ان کے ہاتھ میں مرغی یعنی گوشت تھا جس کو وہ کھا رہے تھے ہم نے کہا آپ اس کو کھا رہے تو انہوں نے جواب دیا میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر کھایا ہے۔

[صحیح ابن حبان: ۵۲۲۲...... مسند احمد: ۴/ ۳۹۷، ۴...... بخاری: ۴۳۸۵ مسلم: ۱۶۴۹...... ترمذی: ۱۸۲۷]

عمر لیاقت: مرغی تو مجھے بھی بہت پسند ہے؟

لیاقت علی: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک طاقتور لڑکا تھا پس میں نے خرگوش کا شکار کیا اسے بھونا، پھر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا پچھلا حصہ دیا تا کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دے آؤں جب میں یہ گوشت لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔

[بخاری: ۲۵۷۹...... مسلم: ۱۹۵۳]

عمر لیاقت: مگر میں نے تو کبھی خرگوش کھایا ہی نہیں۔ وہ کیسا ہوتا ہے؟

لیاقت علی: خرگوش بھی ایک حلال جانور ہے اور اسکا گوشت کھایا جاسکتا ہے

عمر لیاقت: اچھا! نبی کریم ﷺ کے کچھ اور کھانوں کے بارے میں بتلایئے؟

لیاقت علی: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی زیر امارت ایک لشکر کو قریش کا لشکر پکڑنے کے لیے روانہ کیا اور زاد راہ کے لیے چمڑے کی تھیلی میں کھجوریں دیں، اس کے سوا ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔

ابوعبیدہ بن الجراح ؓ ہمیں روزانہ ایک ایک کھجور دیتے ہم اسے چوستے جیسے بچہ چوستا ہے اور چوس اپنے ساتھی کو دے دیتے۔ اس کے بعد ہم پانی پی لیتے جو ہمیں رات تک کفایت کرتا۔

نیز ہم لاٹھیوں سے پتے جھاڑتے پھر انہیں پانی میں بھگو کر کھاتے، ہم ساحل سمندر کی طرف گئے تو ہمارے سامنے ریت کے ٹیلے کی طرح کوئی چیز بلندی کی گئی۔ ہم اس کے پاس آئے تو وہ ایک جانور تھا جسے عنبر (بڑی مچھلی) کہا جاتا ہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ مردار ہے اور ہمارے لیے حلال نہیں، پھر کہا نہیں واللہ اعلم ہم تو اللہ کی راہ میں رسول اللہ ﷺ کے قاصد اور پیامبر ہیں اور اس وقت ہم لاچار اور مجبور ہیں۔

لہٰذا اس میں سے کھاؤ، ہم ایک ماہ وہاں رہے اور ہم تین سو افراد تھے۔ ہم نے اس قدر اس میں سے کھایا کہ فربہ ہو گئے، جب رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے تو آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا: آپ ﷺ نے فرمایا یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تمہارے پاس اس کے گوشت میں

سے کچھ ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ، پس اس میں سے ہم نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا تو آپ ﷺ نے بھی اسے کھالیا۔

[ابوداود: ۳۸۴۰...... مسلم: ۱۹۳۵...... ابن حبان: ۵۲۶۰]

عمر لیاقت: اتنی بڑی مچھلی!

لیاقت علی: سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں حصہ لیا اور ان میں ٹڈیاں کھاتے رہے۔ [ابوداود: ۳۸۱۲...... بخاری: ۵۴۹۵...... مسلم ۱۹۵۲......

ابن حبان: ۵۲۵۷...... احمد: ۴، ۳۵۷]

عمر لیاقت: ہمارے گھر میں بھی تو ٹڈیاں ہیں ہم کیوں نہیں کھاتے؟

لیاقت علی: (ہنستے ہوئے) ارے بابا یہ وہ ٹڈی نہیں، اسے عربی میں جراد اور اردو میں ٹڈی دل۔ یہ ایک اڑنے والا دریائی کیڑا ہے جو زیادہ تر پانی میں رہتا یا پانی والی جگہوں پر ہی بسیرا کرتا ہے۔ گویا یہ پانی سے نکل کر فضا میں بھی اڑتا ہے اور اناج کھاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ سمندر کا مردار حلال ہے تو اس حکم میں ٹڈی بھی شامل ہے۔

عمر لیاقت: اچھا۔

لیاقت علی: ام المنذر رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہمارے ہاں کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ میں وہ کھانے کے لیے پیش کیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ ان میں سے تھوڑے سے کھا چکے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مہ انک ناقہ" تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو، کمزور ہو کم کھایئے۔ اسکے بعد میں نے آپ ﷺ کے لیے جو اور چقندر بنائے، آپ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا یہ کھاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہے

[ابوداود کتاب الطب: ۳۸۵۶]

عمر لیاقت: میں امی کو کہوں گا کہ وہ مجھے بھی جو اور چقندر بنا کر کھلائیں؟

لیاقت علی: ہاں کیوں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیتون کھاؤ کیونکہ یہ بابرکت ہے اور اس کا سالن بناؤ اور اس کا تیل استعمال کرو کیونکہ یہ بابرکت درخت سے نکلتا ہے۔ [سنن دارمی: ۲۰۵۶...... صحیح ترمذی: ۱۵۰۸]

عمر لیاقت: زیتون کا تیل تو میں روز سر پر لگاتا ہوں مگر کبھی کھایا نہیں؟

لیاقت علی: میں کل آپ کو لا دوں گا۔

عمر لیاقت: رسول اللہ ﷺ کے اور کھانے بتائیں؟

لیاقت علی: سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ ﷺ کے گھر والوں نے پردہ کر رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کھانے کو کچھ ہے؟ جواب آیا کہ صرف روٹی کے چند ٹکڑے ہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ سالن ہے؟ جواب ملا نہیں۔ البتہ سرکہ ہے، آپ ﷺ نے خوش کر فرمایا: وہی لے آؤ۔ سرکہ تو بہترین سالن ہے۔

[مسلم: ۲۰۵۲...... سنن ابی داود: ۳۸۲۰]

رسول اللہ ﷺ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔ مدینہ منورہ سے باہر دو میل کی مسافت پر ایک چشمہ سقیا تھا جس سے رسول اللہ ﷺ کے لیے پینے کے لیے پانی لایا جاتا تھا۔

[ابوداود: ابن حبان: ۵۳۳۲...... احمد: ۳۷۳۵]

ایک روز آپ ﷺ ابوالہیثم بن التیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے باغ میں تشریف لے گئے اور باسی پانی طلب کیا۔ وہ بکری کا دودھ پانی میں ملا کر لائے، آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق بھی تھے۔ آپ نے مشروب خود بھی پیا اور ان کو بھی پلایا۔

[بخاری: ۵٦۲۱، ۵٦۱۳...... صحیح مسلم کتاب ادب الطعام ، ابوداود: ۳۷۲٤]

نزال بن سبرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ انہوں نے ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا۔ انہوں نے لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر چہرہ دھویا اور دونوں بازو دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے پھر جو بچ گیا، کھڑے کھڑے پی لیا پھر فرمایا لوگ کھڑے ہو کر پینا ناپسند کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا ہے جیسے میں نے کیا ہے۔

[بخاری: ۵٦۱۵، ۵٦۱٦...... ابوداود: ۳۷۱۸، ۱۰۲]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا اور اس کے بعد کلی کی اور فرمایا: اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔

[بخاری کتاب الوضو: ۲۱۱...... کتاب الاشربہ، باب اللبن: ۵٦۱۱]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا۔ [بخاری، کتاب الطب: ۵٦۸۲، ۵۴۳۱]

عمر لیاقت: آج کے بعد میں کسی کھانے کو برا نہ کہوں گا۔

لیاقت علی: یہ ہوئی نا اچھے بچوں والی بات...... شاباش بیٹا۔

☆......☆......☆

جماعت اہلحدیث صوبائی اور ضلعی کابینہ کا مشترکہ اجلاس

رپورٹ: مولانا سلیمان شاکر...... ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ

(گوجرانوالہ) جماعت اہلحدیث کے صوبائی اور ضلعی ارکان کا مشترکہ اجلاس 24 اکتوبر بروز اتوار مسجد نور اہلحدیث، حافظ آباد روڈ میں صوبائی امیر جماعت جناب میاں محمد سلیم شاہد کی امارت اور ضلعی امیر جناب مولانا حکیم طارق محمود ثاقب کی نگرانی میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد ضلعی ناظم مولانا محمد سلیمان شاکر نے ایجنڈے کے نکات بیان کیے اور ہاؤس میں موجود اراکین کو اس پر تجاویز پیش کرنے کی دعوت دی۔

مولانا حافظ عبدالرحمن طلحہ نے اپنی گفتگو میں کہا: جماعت اہلحدیث کے اسٹیج سے دین کی خدمت یقیناً ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے، اللہ ہمیں اس بیڑے کو احسن انداز میں چلانے کی توفیق نصیب فرمائے اور جماعتی نظم کو مستحکم کرنے کے لیے رابطہ کی کمی کو دور کرنا ہوگا۔ اخلاص اور عزم محکم کامیابی کے سفر کی ساری رکاوٹوں کو دور ہٹا دیتے ہیں۔ لدھیوالہ سے آئے جماعت کے رکن مولانا حافظ محمد رضوان نے کہا: دینی پروگرامز کے لیے جماعت ہمیں جب بھی آواز دے ہم ان شاء اللہ لبیک کہیں گے۔ ضلعی ناظم تبلیغ مولانا عبدالوحید ساجد نے اپنی گفتگو میں کہا: ہمیں ماضی کے تجربات کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر نظم کے حوالہ سے کسی کارکن کو اعتراض ہو تو وہ باضابطہ طور پر ذمہ داران ارکان کابینہ کو مطلع کرے تاکہ بروقت اس کے تحفظات کا ازالہ کیا جا سکے۔

صوبائی سیکرٹری اطلاعات حافظ عبدالقدیر بٹ نے کہا: ہمیں جماعتی استقلال کی خاطر ذاتی مفادات کو خیر باد کہنا ہوگا۔ جو ورکران خامیوں کا شکار ہیں انہیں چاہیے کہ اپنی اصلاح کریں۔ صوبائی نائب امیر مولانا محمد افضل سلفی نے رابطہ کی کمی دور کرنے اور مالی استحکام کو مضبوط کرنے پر زور دیا ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا قاری ظفر اقبال ربانی نے کہا کہ کسی بھی جماعتی تشہیر کا سب سے بڑا ذریعہ تبلیغی پروگرامز کا انعقاد ہے مگر اس میں ہمارا اولین مقصد حصول رضائے الٰہی ہونا چاہیے

مولانا ہارون الرحمن ثاقب نے ربانی صاحب کے الفاظ کی تائید کرتے ہوئے محنت اور لگن سے جماعتی کام کرنے کی تجویز پیش کی۔ مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر محمد شفیق امیر جماعت اہلحدیث مرید کے نے اپنی گفتگو میں کہا: میں گوجرانوالہ کی جماعت اہلحدیث کا مشکور ہوں جنہوں نے آج اس مجلس میں ہمیں دعوت دی، جماعتی نظم وضبط کے استحکام کے لیے ہمیں اپنے رابطے کو فعال بنانا ہوگا کیونکہ اس کی برکات سے احکامات دین کو عام کرنے کے زیادہ مواقع میسر آئیں گے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

ہر بھائی اپنے دوسرے ساتھی کو محبت کی نگاہ سے دیکھے اور اس کی غیر موجودگی میں پہلے سے بھی زیادہ احترام کو ملحوظ خاطر رکھے۔ ہر رکن کے پاس تمام احباب جماعت کے ایڈریس اور فون نمبرز موجود ہوں۔ انہوں نے دوران گفتگو گوجرانوالہ جماعت کے کام کو بار بار سراہا اور اپنے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ امیر گوجرانوالہ مولانا حکیم طارق محمود ثاقب نے کہا کہ کوئی بھی تنظیم دستور کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی اس لیے ہمیں ہر کام میں اپنے دستور ومنشور کو مدنظر رکھنا چاہیے، ہم میاں سلیم شاہد صاحب کی قیادت میں جماعت کو فعال بنانے میں عملی کردار ادا کریں گے۔

آخر میں امیر پنجاب میاں محمد سلیم شاہد کو مدعو کیا گیا انہوں نے ارکان کابینہ اور خصوصاً ڈاکٹر صاحب کی آمد خاص کو سراہا اور خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے ہم اجلاس میں طے شدہ باتوں پر عمل کریں اسی میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔

الحمد للہ ہمارا ایک ایک ورکر سینکڑوں لوگوں سے بھاری ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہمیں اخلاص کی دولت سے نوازا ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا عزم عالیشان ہے ہم کبھی بھی جماعت اہلحدیث سے بے وفائی نہیں کریں گے۔ حالات خواہ جیسے بھی ہوں، ہمارا جینا مرنا جماعت اہلحدیث سے وابستہ ہے (ان شاء اللہ) ہم نے زندگی میں بہت کم لوگوں کو دیکھا ہے کہ جن کا یہ نظریہ ہو۔ مگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پایہ استقلال رکھتے ہیں۔ میں تمام دوستوں سے گزارش کروں گا کہ وہ باہمی رابطہ منقطع نہ کیا کریں، ماضی کی طرح آج بھی میری خدمات جماعت کے لیے حاضر ہیں۔

اجلاس میں مشترکہ مشاورت کے بعد 4 تبلیغی پروگرامز اور ایک خطبہ جمعہ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا اس سلسلہ میں شہر کی معروف مساجد میں تبلیغی جلسے منعقد ہوں گے جبکہ 12 نومبر کا خطبہ جمعہ" جامع مسجد نور الایمان اہلحدیث داؤد کے" مرید کے میں جناب میاں محمد سلیم شاہد صاحب ارشاد فرمائیں گے۔ بعد ازاں امیر جماعت کی طرف سے جماعت اہل حدیث کے ارکان کابینہ کے اعزاز میں شیلٹن ہوٹل پر پرتکلف عشائیہ دیا گیا۔

☆..........☆..........☆

الجامعة الكمالية

میرا نام دار الحدیث ہے مجھے الجامعۃ الکمالیہ بھی کہتے ہیں۔

میری رہائش برلب پختہ سڑک 4 کنال رقبہ میں واقع ہے۔60 سال سے میری عمر متجاوز ہے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مسلسل رواں دواں ہوں مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ 1949ء کو میرا سنگ بنیاد مجتہد العصر مفتی دوراں حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ نے رکھا اور مجھے یہ بھی شرف حاصل ہے کہ میرا سالانہ امتحان محدث روپڑی رحمہ اللہ لیتے رہے۔ان کے الفاظ سے ہے کہ میرے طلباء اچھے نمبر حاصل کرتے ہیں اور ملک کے کونے کونے میں میرے فیض یافتہ دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

مجھے یہ بھی شرف حاصل ہے کہ میرے ہاں جماعت کے اکابر علماء خطابات فرماتے رہے، دعائیں کرتے رہے اور توحید وسنت کا نور پھیلا جو یقیناً قبول ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور انہی بزرگوں کے دعاؤں کی برکت سے آج میری ایک پہچان ہے کہ میرے دامن میں تقریباً دوصد مسافر طلباء ہمہ وقت زیر تعلیم اور قیام پذیر رہتے ہیں۔جن کے طعام اور دیگر اخراجات کی سعادت مجھے حاصل رہتی ہے۔ان غریب الدیار طلبہ کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔

مقامی طور پر فیض حاصل کرنے والے سینکڑوں حضرات اس کے علاوہ ہیں۔میں ان کے دلوں میں بستا ہوں اور ان کے آنسوؤں کا امین ہوں۔کم وبیش 20 اساتذہ وملازمین میری خدمت میں مصروف رہتے ہیں، میں اپنے طلبہ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ گریجوایشن تک عصری تعلیم بھی فراہم کرتا ہوں، میرا شعبہ حفظ بھی مثالی ہے۔میری عظیم الشان لائبریری میرا طرہ امتیاز ہے۔میرے خلاف اور میری طرز کے دوسرے دینی مراکز کے خلاف طاغوتی قوتیں اپنے پروپیگنڈے اور طرح طرح کے جال بن رہی ہیں۔لہٰذا آپ مجھے اپنی پرخلوص دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔شکریہ

☆ جزاکم اللہ خیرا ☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
(042) 5854010
6581025 (042)
C.P.L - 104

قربانی

کی کھالوں کے حق دار طلباء جامعہ اہلحدیث لاہور

احباب کرام بخوبی واقف ہیں کہ جامعہ اہلحدیث مجتہد العصر مفتی زماں حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ یادگار اور جماعت کی قدیمی اور معیاری درسگاہ ہے۔

جس میں طلباء کی تعداد 300 کے قریب ہے اور 26 اساتذہ تعلیمی فرائض انجام دے رہے ہیں جن کے تمام اخراجات جامعہ کے ذمہ ہیں یہ تمام اخراجات اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب جماعت کے تعاون سے ہی پورے کیے جاتے ہیں۔

درس نظامی کے ساتھ وفاق المدارس، فاضل عربی، میٹرک تا ایف اے اور کمپیوٹر کورس کی کلاسوں کا اجراء۔ امید ہے کہ آپ قربانی کے مبارک موقع پر قربانی کی کھالیں دیتے وقت جماعت کے اس قدیمی اور معیاری جامعہ کو ضرور یاد رکھیں گے۔

ترسیل زر: اکاؤنٹ نمبر ۷۰۶۶ یونائیٹڈ بنک نشتر روڈ (برانڈرتھ روڈ) برانچ لاہور

حافظ محمد جاوید روپڑی بن محدث روپڑی، رئیس جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

فون: 092-042-7670968--7656730